قرآن

علیؑ

کی نظر میں

الفقیه الحکیم السیّد محمد احسن زیدی مجتهد

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

هَلۡ مِنۡ نَاصِرٍ یَنۡصُرنا ؟

سلسلہ تعلیماتِ علویہؑ:

قرآنِ کریم
علیؑ العظیم کی نظر میں

مولانا جناب علی حیدری صاحب کی وساطت سے جناب حامد سے شرفِ ملاقات حاصل کیا اور قلب نے فیصلہ کیا کہ جناب حامد صاحب کے لئے جناب علی مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ تصورات یکجا کردوں جو اُسی کتاب اور زبان سے متعلق ہیں جن کے حصول میں حامد صاحب موصوف اس قدر محنت کر رہے ہیں۔ چنانچہ باقی تمام مصروفیات کو سمیٹ کر پوری توجہ اسی پر مرکوز کر دینا لازم ہو گیا۔

احقر محمد احسن

20/12/1959ء (بروزِ اتوار)

(الف) سُنتِ انبیآءِ علیہم السلام وانتقالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہج البلاغہ خطبہ نمبر 1 سب کے یہاں مگر رئیس احمد جعفری صاحب کا خطبہ نمبر 2۔

(1) ثُمَّ اخْتَارَ سُبْحَانَهُ لِمُحَمَّدٍ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) لِقَآئَهُ؛

(2) وَ رَضِيَ لَهُ مَا عِنْدَهُ؛

(3) وَ اَكْرَمَهُ عَنْ دَارِ الدُّنْيَا؛

(4) وَ رَغِبَ بِهٖ عَنْ مَّقَارَنَةِ الْبَلْوٰى؛

(5) فَقَبَضَهُ اِلَيْهِ كَرِيْمًا؛

(1) اللہ نے محمد مصطفیٰؐ کو اپنے قرب ورحمت کا انتہائی مرتبہ عطا فرمایا۔(2) اور وہ مقام و منزلت جو کسی دوسرے کیلئے تصور میں بھی نہیں لائی جاسکتی آنحضرتؐ کیلئے پسند فرمائی۔

(3) اور حضورؐ کے میلان طبع کو دنیا سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

(4و5) اور مصیبت وبلا سے رہائی دے کر اُن کی روح قبض کرلی۔ (علی نقی طہرانی)

اس ترجمہ میں خارجی تصورات ہیں عبارتِ علویہؑ اس کی متحمل نہیں ہوتی، عبارت میں داخلی معانی یوں ہیں۔

(1) ''پھر اللہ سبحانہ نے محمدؐ کیلئے اپنی ''لقاء'' پسند کرلی۔(2) اور جو کچھ بھی خدا کے پاس ہے وہ سب اُنؐ کو دینے کیلئے رضامند ہوگیا۔(3) اور مقامِ دُنیا سے اُنؐ کو معزز ومکرم قرار دیا۔ (4) اور اُن کی فضیلت کو اس طرح بے پایاں کردیا کہ انؐ کے مزید امتحانات کی ضرورت نہ سمجھی (5) لہٰذا انہیںؐ نہایت کریمانہ طور پر اپنے لئے مخصوص کرلیا۔''

پہلے ترجمہ میں لقاء کے معنی ''اپنے قرب ورحمت کا انتہائی مرتبہ'' کئے ہیں جو اس لئے ضروری ہوگئے کہ وہ اللہ کا دیدار ہونے دینا پسند نہیں کرتے ورنہ کسی لغت میں لقاء کے یہ معنی نہ ملیں

گے۔لقاء کے کیا معنی ہیں اور وہ خدا کیلیئے کس طرح جائز ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن سے بچ کر نکلنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔حضرت علیؑ کے فقرہ نمبر2 کا ترجمہ کرتے ہوئے''وہ مقام و منزلت جو کسی دوسرے کیلیئے تصور میں بھی نہیں لائی جا سکتی۔''قطعی طور پر باہر سے لاکر لکھ دیا گیا۔عبارتِ علویہؑ میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے یہ معنی ہوں۔فقرہ نمبر3 کے ترجمہ میں یہ ثابت کر دیا کہ آنحضرتؐ کا میلان طبع اور توجہ اس دنیا کی طرف تھی جس کو خدا نے ہٹا دینا بہتر سمجھا(یہ اتہام ہے)فقرات نمبر4اور5 کے معنی غائب کر دیئے اور اس میں اپنی طرف سے لکھ دیا کہ حضورؐ کسی مصیبت اور بلا میں پھنسے ہوئے تھے جس سے ان کو رہائی دلا دی گئی۔اور لفظ روح اپنی طرف سے داخل کر کے انقطاع جسم وروح ثابت کر دیا گیا۔

جناب علی مرتضٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان پانچ فقروں کے ترجمہ سے ہم پر لازم ہو جاتا ہے کہ ہم:

اوّل: یہ دکھائیں کہ علی مرتضٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم وروح کے انقطاع کے متعلق کیا تصور رکھتے ہیں۔

دوم: اس دنیا میں رہنے اور کارنبوت وامامت انجام دینے کے متعلق امیرؑ المؤمنین کا عقیدہ کیا ہے کیا وہؐ بھی اس کو مصیبت و بلا میں پھنسا رہنا فرماتے ہیں۔

سوم: لقاء کے معنی جناب امیرؑ کے نزدیک کیا ہیں؟

چہارم: اوران تمام عقائد پر قرآن کریم سے استدلال پیش کرنا۔

میرے پروگرام میں چونکہ نہج البلاغہ کا قرآنی ترجمہ اور قرآن کریم کا علویؑ ترجمہ شامل ہے جس میں اسلام کے پورے تصورات وتراجم وتفسیر اپنے صحیح مقام پر کھڑے کیئے جائیں گے اس لئے ان تمام چیزوں سے فی الحال صرفِ نظر کر کے مقصد زیرِ نظر کو پیش کر دینا ضروری خیال کرتا

ہوں۔لہٰذا وہ مقصد اِن حضرات کے ترجمہ سے بھی پورا ہو جاتا ہے اس لئے ہم اپنا ترجمہ اور اس کے ساتھ ساتھ اِن پر تنقید ملتوی کرتے ہیں۔اب آپ مسلسل بیانِ مرتضویؑ پڑھیں:

(6) وَ خَلَّفَ فِيْكُمْ مَا خَلَّفَتِ الْاَنْبِيَآءُ فِيْ اُمَمِهَا؛

(7) اِذْ لَمْ يَتْرُكُوْهُمْ هَمَلًا:

(8) بِغَيْرِ طَرِيْقٍ وَاضِحٍ؛وَ لَا عَلَمٍ قَائِمٍ؛

محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد تمہارے درمیان وہی چیز چھوڑی ہے جو کچھ انبیاؑء سلف نے اپنی اُمتوں کے درمیان چھوڑا تھا؛ لہٰذا پیغمبرانؑ سلف نے اپنی اُمتوں کو ایسی حالت میں نہیں چھوڑا تھا کہ اُن کیلئے کوئی واضح اور روشن راہ نہ ہو یا کوئی صریحی اور مستقل نشان نہ ہو۔

(9) كِتَابُ رَبِّكُمْ (10) مُبَيِّنًا حَلَالَهُ وَ حَرَامَهُ؛ (11) وَ فَرَائِضَهُ وَ فَضَائِلَهُ؛ (12) وَ نَاسِخَهُ وَ مَنْسُوْخَهُ؛ (13) وَ رُخَصَهُ وَ عَزَآئِمَهُ؛ (14) وَ خَاصَّهُ وَ عَامَّهُ؛ (15) وَعِبَرَهُ وَ اَمْثَالَهُ؛ (16) وَ مُرْسَلَهُ وَ مَحْدُوْدَهُ؛ (17) وَ مُحْكَمَهُ وَ مُتَشَابِهَهُ؛ (18) مُفَسِّرًا جُمَلَهُ؛ (19) وَ مُبَيِّنًا غَوَامِضَهُ؛ (20) بَيْنَ مَاخُوْذٍ مِيْثَاقُ عِلْمِهِ؛ (21) وَ مُوَسَّعٍ عَلَى الْعِبَادِ فِيْ جَهْلِهِ؛ (22) وَ بَيْنَ مُثْبَتٍ فِي الْكِتَابِ فَرْضُهُ؛ (23) وَ مَعْلُوْمٍ فِي السُّنَّةِ نَسْخُهُ؛ (24) وَ وَاجِبٍ فِي السُّنَّةِ اَخْذُهُ؛ (25) وَ مُرَخَّصٍ فِي الْكِتَابِ تَرْكُهُ؛ (26) وَ بَيْنَ وَاجِبٍ بِوَقْتِهٖ؛وَ زَائِلٍ فِيْ مُسْتَقْبَلِهٖ؛ (27) وَ مُبَائِنٍ بَيْنَ مَحَارِمِهٖ (28) مِنْ كَبِيْرٍ اَوْعَدَ عَلَيْهِ نِيْرَانَهُ؛ (29) اَوْ صَغِيْرٍ اَرْصَدَ لَهُ غُفْرَانَهُ؛ (30) وَ بَيْنَ مَقْبُوْلٍ فِيْ اَدْنَاهُ؛ (31) وَ مُوَسَّعٍ فِيْ اَقْصَاهُ؛

(9) آنحضرتؐ نے بھی خدا کی کتاب تمہارے درمیان چھوڑی ہے (10) اور واضح کر دیا ہے اس کے حلال وحرام کو (11) واجبات ومستحبات کو (12) ناسخ ومنسوخ کو (13) اس کی

رعائیتوں اور عزائم کو (14) اس کی خاص و عام کو (15) اس کے عبرتوں اور مثالوں کو (16) مطلق اور مقید کو (17) محکم ومتشابہ کو بیان کردیا گیا (18) اس کے مجملات کی تفسیر کر گئے (19) اس کے اسرار وغوامض کو واضح کردیا (20) ان میں ایسے میثاق بھی ہیں جن کے جانے بغیر چارہ نہیں ہے (21) اور ایسی چیزیں بھی ہیں جن کا نہ جاننا منع نہیں کیا گیا (22) اور ایسی چیزیں بھی ہیں جن کا وجوب ثابت ہے (23) لیکن رسولؐ اللہ کے عمل درآمد سے اُن کے مناسب مواقع اور شرائط ہیں، یعنی جب تک مناسب موقع پیدا نہ ہو اور شرائط مکمل نہ ہوجائیں فرض عائد نہیں ہوتا۔ (24) اور رسولؐ کے عمل درآمد کی رُو سے بعض احکام ایسے ہیں جن کو اخذ (حاصل) کرنا واجب ہے؛ (25) مگر اس میں ان پر عمل نہ کرنے کی رُخصت بھی دے دی گئی (26) وہ چیزیں بھی ہیں جو کسی خاص وقت میں واجب ہیں ورنہ نہیں (27) اس کتاب نے محارم (حرام شدہ) اشیاء کا فرق واضح کردیا ہے (28) جو کوئی کسی گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو گا اس کیلئے عذاب کا وعدہ ہو چکا ہے (29) جو گناہِ صغیرہ کا مرتکب ہو اس کے لئے معافی کا انتظام کردیا گیا ہے (30) کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے تھوڑا سا بھی قبول کرلیا جائے گا۔ (31) اگر ان پر زیادہ عمل کیا جائے تو زیادہ شائستہ و پسند ہے۔

محررہ بالا فرمان مرتضویؑ سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(1) تمام انبیاؑء اپنی اُمتوں کیلئے یہی انتظام کر کے دُنیا سے رخصت ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کیلئے کیا تھا وہؑ سب اسی طرح کتاب دے کر جاتے رہے۔ دین کے مسائل کو عملاً واضح اور متعین کر کے جاتے تھے۔

(2) کتابِ خداندی یعنی قرآن مجید نے دین کا کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس کی انسانیت کو ضرورت ہو اور وہ اس میں موجود اور واضح نہ ہو۔

(3) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی اس کتاب کے ہر مسئلہ کو بدرجہ اولیٰ واضح اور متعین کر کے چھوڑا ہے۔

(ب) قرآن مجید اور اجتہاد

(خطبہ نمبر 18 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 22 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 18 علی نقی طہرانی)

(1) تَرِدُ عَلٰى اَحَدِهِمُ الْقَضِيَّةُ فِيْ حُكْمٍ مِّنَ الْاَحْكَامِ فَيَحْكُمُ فِيْهَا بِرَاْيِهٖ؛ (2) ثُمَّ تَرِدُ تِلْكَ الْقَضِيَّةُ بِعَيْنِهَا عَلٰى غَيْرِهٖ فَيَحْكُمُ فِيْهَا بِخِلَافِهٖ؛ (3) ثُمَّ يَجْتَمِعُ الْقُضَاةُ بِذٰلِكَ عِنْدَ الْاِمَامِ الَّذِي اسْتَقْضَاهُمْ فَيُصَوِّبُ اٰرَآئَهُمْ جَمِيْعًا؛ (4) وَ اِلٰهُهُمْ وَاحِدٌ؛ وَّ نَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ؛ وَّ كِتَابُهُمْ وَاحِدٌ؛ (5) اَ فَاَمَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْاِخْتِلَافِ فَاَطَاعُوْهُ؟ (6) اَمْ نَهَاهُمْ عَنْهُ فَعَصَوْهُ؟ (7) اَمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ دِيْنًا نَاقِصًا فَاسْتَعَانَ بِهِمْ عَلٰى اِتْمَامِهٖ؟ (8) اَمْ كَانُوْا شُرَكَآءَ لَهٗ فَلَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا وَ عَلَيْهِ اَنْ يَّرْضٰى؟ (9) اَمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ دِيْنًا تَامًّا فَقَصَّرَ الرَّسُوْلُ (صلى اللّٰه عليه و آله) عَنْ تَبْلِيْغِهٖ وَ اَدَآئِهٖ؟ (10) وَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ يَقُوْلُ: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ؛ (انعام 6/38) وَ قَالَ: (11) فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ؛ (12) وَ ذَكَرَ اَنَّ الْكِتَابَ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا؛ (13) وَ اَنَّهٗ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ؛ فَقَالَ سُبْحَانَهٗ: (14) وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا؛ (4/82) (15) وَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ ظَاهِرُهٗ اَنِيْقٌ؛ (16) وَ بَاطِنُهٗ عَمِيْقٌ؛ (17) لَا تَفْنٰى عَجَائِبُهٗ؛ وَ لَا تَنْقَضِيْ غَرَائِبُهٗ (18) وَ لَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ اِلَّا بِهٖ؛

(1) ''فتویٰ دینے والوں کا یہ حال ہے کہ جب اُن میں سے کسی ایک سے احکامِ دین کے متعلق کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا ہے تو وہ اپنی رائے سے فیصلہ دے دیتا ہے۔

(2) اور جب یہی مسئلہ کسی دوسرے کے سامنے آتا ہے تو وہ دوسرا مفتی پہلے حکم کے خلاف

فیصلہ دے دیتا ہے۔

(3) اور جب یہ تمام قاضی اپنے امام کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں یہ ذمہ داری سونپی تھی تو قاضی القضاۃ ان سب کی تصدیق کر دیتا ہے۔"

(4) "اُن کا خدا ایک ہے اُن کا رسولؐ ایک ہے اُن کی کتاب بھی ایک ہے۔

(5) کیا خدا نے انہیں اختلاف کرنے کا حکم دیا ہے جس کی یہ پیروی کر رہے ہیں۔

(6) یا اُس نے منع کیا تھا اور یہ اس کی نافرمانی پر جمع ہو کر اختلاف کر رہے ہیں۔

(7) یا پھر یہ بات تھی کہ اللہ نے اپنا دین نامکمل اُتارا تھا اور اب وہ اُن سے اس نامکمل دین کی تکمیل چاہتا ہے۔

(8) یا یہ لوگ خدا کی خدائی میں شریک ہیں کہ جو کچھ یہ کہیں اس کی تعمیل خدا پر واجب ہو جاتی ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرے۔

(9) یا خدا نے دین نامکمل نازل کیا تھا اور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تبلیغ وتشریح میں کوتاہی کی"؟

(10) "لیکن اللہ تعالیٰ تو (کتاب یعنی قرآن میں) فرماتا ہے کہ" ہم نے قرآن میں کوئی فروگذاشت نہیں کی۔"

(11) اور قرآن ہی میں فرماتا ہے کہ" قرآن میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔"

(12) پھر فرمایا ہے "قرآن کے بعض حصے بعض دوسرے حصوں کی تصدیق کرتے ہیں۔"

(13) "اور یہ کہ اس میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے۔"

(14) اور یہ بھی کہ" اگر یہ قرآن غیرِ خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں کثیر اختلاف پایا جاتا۔"

(15) قرآنِ کریم کا ظاہر بہتر اور شگفتگی پیدا کرنے والا ہے۔

(16) اور اس کا باطن عمیق اور بے حدو کنار ہے۔

(17) اور نہ اس کے عجائب وغرائب کبھی ختم ہونے والے ہیں۔

(18) اور اگر تاریکیاں دُور ہوسکتی ہیں تو اسی قرآن سے دُور ہوسکتی ہیں۔(خطبہ نمبر 18)

نتائج واضح ہیں ایک چیز پر نظر نہ گئی ہو گی وہ خط کشیدہ عبارت دوبارہ دیکھ لیں وہاں دونوں جگہ ''دین'' قرآن ہی کو فرمایا ہے اسلئے کہ نازل وہی ہوا ہے اور دین اِسی کتاب میں ہے اور اس کے موجود ہوتے ہوئے اجتہاد کا مقام واضح ہے۔

(ج) خطبہ نمبر 50 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 54 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 50 علی نقی

اِنَّمَابَدْ ءُ وُقُوْعِ الْفِتَنِ اَهْوَ آءٌ تُتَّبَعُ؛ وَاَحْكَامٌ تُبْتَدَ عُ؛ يُخَالَفُ فِيْهَا كِتَابُ اللّٰهِ

(1) فتنہ وفساد کا نشو ونما ہوائے نفس اور خود ساختہ احکام کی پیروی سے ہوتا ہے۔

(2) ''کتابِ خدا اُن تمام احکامات کی مخالف ہے جو خواہشِ نفس کی ذیل میں ہوتے ہیں۔'' (پورا خطبہ ملاحظہ ہو)

(د) قرآن مجید ہی نہیں بلکہ تمام کتبِ سماویہ حجت ہیں۔

(خطبہ نمبر 79 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 84 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 80 علی نقی طہرانی)

فَقَدْ اَعْذَرَاللّٰهُ اِلَيْكُمْ بِحُجَجٍ مُّسْفِرَةٍظَاهِرَةٍ؛ وَكُتُبٍ بَارِزَةِ الْعُذْرِ وَا ضِحَةٍ۔

''خدا نے اپنی اُن آسمانی کتابوں کے ذریعہ سے جو تمہارے پاس ہیں کوئی تمھارا عذر اور بہانہ باقی نہیں چھوڑا ہے۔''

علی نقی صاحب لکھتے ہیں کہ ''کتابہائے (آسمانی کہ) آشکارو ہویدا (در دسترسِ ہمہ شما است) جائے عذر برائے شما باقی نہ گذاشتہ۔'' (علی نقی طہرانی)

(ہ) (خطبہ نمبر 84 مفتی جعفر حسین صاحب؛ خطبہ نمبر 90 رئیس احمد جعفری صاحب؛ خطبہ نمبر 85 علی نقی طہرانی)

(1) وَاَنْزَلَ عَلَيْكُمُ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (2) وَعَمَّرَ فِيْكُمْ نَبِيَّهُ اَزْمَانًا حَتّٰى اَكْمَلَ لَهُ وَلَكُمْ فِيْمَا اَنْزَلَ مِنْ كِتَابِهٖ دِيْنَهُ الَّذِيْ رَضِيَ لِنَفْسِهٖ۔

تم پر اپنی کتاب قرآن نازل کردی جو ہر چیز پر ایک برہان و دلیل پیش کرتی ہے اُس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے درمیان عمر گزروائی اور پیغمبرؐ کیلئے اور تمہارے اپنے لئے دین کو مکمل کردیا۔ وہ دین جو اُسے خود کو پسند ہے۔

(و) پیروان علیؑ کے لئے حکم کہ وہ کن صفات کے حامل ہوں (پورا خطبہ ملاحظہ ہو)

(خطبہ نمبر 85 مفتی جعفر حسین صاحب؛ خطبہ نمبر 91 رئیس احمد جعفری صاحب؛ خطبہ نمبر 86 علی نقی طہرانی)

(1) قَدْ اَلْزَمَ نَفْسَهُ الْعَدْلَ (2) فَكَانَ اَوَّلُ عَدْلِهٖ نَفْيَ الْهَوٰى عَنْ نَفْسِهٖ 3) يَصِفُ الْحَقَّ وَ يَعْمَلُ بِهٖ (4) لَا يَدَعُ لِلْخَيْرِ غَايَةً اِلَّا اَمَّهَا (5) وَلَا مَظِنَّةً اِلَّا قَصَدَهَا (6) قَدْ اَمْكَنَ الْكِتَابَ مِنْ زِمَامِهٖ (7) فَهُوَ قَائِدُهُ وَاِمَامُهُ (8) يَحُلُّ حَيْثُ حَلَّ ثَقَلُهُ (9) وَيَنْزِلُ حَيْثُ كَانَ مَنْزِلُهُ۔

عدل کو خود پر لازم کرلیتا ہے۔ اس کے عدل کی پہلی منزل یہ ہے کہ وہ ھوائے نفس کی اپنے سے نفی کردیتا ہے۔ حق کو بیان کرتا ہے اور عمل بر حق کرتا ہے۔ خیر کو کسی حالت میں ترک نہیں کرتا جس کا کہ ارادہ کرلیتا ہے۔ اور کسی خوبی کا گمان نہیں چھوڑتا جس کا وہ قصد کرلیتا ہے۔ اپنی مہار قرآن کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ چنانچہ اسکا امام اور قائد قرآن ہی رہتا ہے۔ وہیں قیام کرتا ہے جہاں قرآن کریم ٹھہرتا ہے اور سبکدوش ہوتا ہے وہیں جہاں قرآن کریم اپنا وزن اُتارتا ہے۔

جس مقام سے ہم نے یہ خطبہ لکھا ہے اس سے پہلا فقرہ یہ بتاتا ہے کہ یہ مذکورہ بالا سپردگی اور اطاعتِ قرآن اختیار کر لینے والے افراد اس زمین پر دین کے معاون (خزانہ وکانیں) اور اَوتادیا ستونِ زمین بن جاتے ہیں اور ہدایت کی پوری ذمہ داری کے حقدار ہوتے ہیں۔

امامؑ اوّلین وآخرین کا منشا یہ ہے کہ ہدایت اپنے اعلیٰ ترین درجہ میں امامِ زمانہ سے ملے گی اور کوئی فرد بشر اس سے بے نیاز نہ ہوگا۔ مگر امامؑ زمانہ کے ساتھ ساتھ افرادِ اُمت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو واسطہ بنیں اور ہدایت کریں۔

(ز) ثقلین کسے کہتے ہیں؟

(خطبہ نمبر 85 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 91 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 86 علی نقی طہرانی)

(10) بَلْ كَيْفَ تَعْمَهُوْنَ وَبَيْنَكُمْ عِتْرَةُ نَبِيِّكُمْ (11) وَهُمْ اَزِمَّةُ الْحَقِّ. (12) وَاَعْلَامُ الدِّيْنِ (13) وَاَلْسِنَةُ الصِّدْقِ (14) فَاَنْزِلُوْهُمْ بِاَحْسَنِ مَنَازِلِ الْقُرْاٰنِ (15) وَرِدُوْهُمْ وُرُوْدَالْهِيْمِ الْعِطَاشِ (16) اَيُّهَاالنَّاسُ خُذُوْهَاعَنْ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اِنَّهُ يَمُوْتُ مَنْ مَّاتَ مِنَّا وَلَيْسَ بِمَيِّتٍ (17) وَيَبْلٰى مَنْ بَلِيَ مِنَّاوَلَيْسَ بِبَالٍ (18) فَلَا تَقُوْلُوْا بِمَالَا تَعْرِفُوْنَ (19) فَاِنَّ اَكْثَرَالْحَقِّ فِيْمَا تُنْكِرُوْنَ (20) وَاَعْذِرُوْامَنْ لَا حُجَّةَ لَكُمْ عَلَيْهِ (21) وَاَنَا هُوَ (22) اَلَمْ اَعْمَلْ فِيْكُمْ بِالثَّقَلِ الْاَكْبَرِ (23) وَاَتْرُكْ فِيْكُمُ الثَّقَلَ الْاَصْغَرَ (24) وَرَكَزْتُ فِيْكُمْ رَايَةَ الْاِيْمَانِ (25) وَوَقَفْتُكُمْ عَلٰى حُدُوْدِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ (26) وَاَلْبَسْتُكُمُ الْعَافِيَةَ مِنْ عَدْلِى (27) وَفَرَشْتُكُمُ الْمَعْرُوْفَ مِنْ قَوْلِىْ وَ فِعْلِىْ (28) وَاَرَيْتُكُمْ كَرَآئِمَ الْاَخْلَاقِ مِنْ نَّفْسِىْ (29) فَلَا تَسْتَعْمِلُوْا الرَّأْىَ فِيْمَا لَايُدْرِكُ قَعْرَهُ الْبَصَرُ (30) وَلَا يَتَغَلْغَلُ اِلَيْهِ الْفِكْرُ۔

”تم کیسے حیران وسرگردان ہو جبکہ تمہارے درمیان نبیؐ کی عترتؑ موجود ہے اور یہ تو ایسے ہیں

جنہوں نے محض حق کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ یہ وُہ نشانِ دین ہیں اور حق گو زبانیں ہیں اُن کو قرآن کی مقرر کردہ بہترین منزلوں میں جگہ دو اور اُن کی طرف حصول ہدایت کیلئے اتنی تیزی سے آؤ جیسے پیاسے اونٹ پیاس بجھانے کیلئے جاتے ہیں۔ اے لوگو! رسولؐ اللہ نے جو یہ فرمایا ہے اسے اختیار کرلو'' ہمؑ میں سے (اہلبیتؑ میں سے) جو مرتا ہے وہ درحقیقت مرتا نہیں۔ ہمؑ میں سے جو بوسیدہ ہو جاتا ہے وہ دراصل بوسیدہ نہیں ہوتا۔ ایسی باتیں نہ کیا کرو جن کو تم خود جانتے نہیں۔ جن حقائق کا تم انکار کرتے ہو اُن میں دراصل بہت سی باتیں صحیح ہوتی ہیں۔ جس چیز کیلئے تمہارے پاس دلیل اور حجت نہیں ہے اُس سے عذر خواہ رہو۔ اور کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے تم میں رہ کر ثقل اکبر یعنی قرآن پر پورا پورا عمل کیا ہے اور کیا میں نے تمہارے درمیان تمہارے لئے ثقل اصغر یعنی اہلبیتؑ کو تمہاری ہدایت کے لئے باقی نہیں رکھا ہے۔ کیا میں نے تمہارے درمیان ایمان کا پرچم قائم نہیں کر دیا ہے؟ کیا تمہیں حلال اور حرام کے حدود نہیں بتا دیئے؟ تمہیں اپنے عدل وانصاف سے با امن زندگی عطا کر دی ہے اور میں نے اپنے قول وفعل سے معروف کی تمہیں تعلیم دیدی ہے۔ میں نے اپنی زندگی سے عملاً تمہیں بہترین اخلاق کا سبق دے دیا ہے۔ لہٰذا اب تم اپنی ذاتی رائے کو اس چیز کے متعلق کام میں نہ لاؤ جو اپنی گہرائیوں تک تمہاری نظر کو نہ جانے دے۔ جہاں تک فکر واندیشہ کی رسائی نہ ہو وہاں پہنچنے کی فکر نہ کرو۔''

یہاں یہ کہنا فضول ہوگا کہ جناب علی مرتضٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر خطبہ پورا پڑھنا چاہئے اس لئے کہ یہ تو لازمی ہے ہی۔ مگر جس قدر حصہ ہم نقل کرتے ہیں وہ چونکہ کسی نہ کسی طرح قرآن کریم سے متعلق ہوتا ہے لہٰذا اسکے لئے بھی ہم سفارش کریں گے کہ خطبہ کو پورا دیکھ لیا جائے۔ اس مقام پر جو چیزیں خصوصی توجہ چاہتی ہیں وہ یہ ہیں۔

اوّل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد، اُمت کی، تا قیامِ قیامت ہدایت کیلئے دو

چیزیں چھوڑی تھیں۔

(1) کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور (2) اپنی عترت اہلبیتؑ۔ چنانچہ حضورؐ کا ارشاد ہے:

اِنِّی تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنَ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ: كِتَابَ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔

میں تم میں دو ثقلین چھوڑ رہا ہوں جن میں کا ہر ایک اپنے دوسرے سے بڑا ہے۔ ایک کتاب خدا ہے کہ جو آسمان سے زمین تک کھنچی ہوئی ہے اور دوسری میری عترت اہلبیتؑ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں گی حتّٰی کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر پہنچ جائیں۔

اس حدیث کے لکھنے سے پہلے علی نقی طہرانی نے اپنے ترجمہ میں تسلیم کیا ہے کہ قرآن ثقل اکبر ہے اور اہلؑ بیت ثقل اصغر ہے اور وضاحت کی ہے کہ:

''حضرت علیؑ نے قرآن کو بزرگ تر اس لئے فرمایا ہے کہ قرآن کریم ہی رسالتؐ اور ولایتؑ کیلئے سند ہے اور وہی اساس دین اور شریعت ہے۔ اگر قرآن نہ ہوتا تو نہ رسالتؐ ثابت ہوتی نہ ولایتؑ و دین و ایمان ثابت ہوتے۔'' (نہج البلاغہ خطبہ نمبر 86 صفحہ 208 علی نقی طہرانی)

اس حدیث اور اس بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب علیؑ مرتضٰی کا بیان سمجھئے آپ نے فرمایا کہ:

دوم: (الف) عترت اہلبیتؑ کی موجودگی میں ہدایت کیلئے حیران و سرگردان رہنا بے معنی ہے یہ ہدایت کے ضامن ہیں۔ اور؛

(ب) قرآن کریم نے جو مقام اہلبیتؑ کو عطا کیا ہے اس کا مطالبہ اُمت سے فرمایا ہے۔

(ج) انؑ لوگوں میں نہ کوئی مرتا ہے نہ غائب ہوتا ہے ایسے خیال کا بطلان فرمایا۔

(عنوان الف: صفحہ 3، انقطاع روح)

(د) عربوں کے ''انکار'' کا فلسفہ یہ ہے کہ جس چیز سے وہ انکار کریں اسے حق سمجھ لو۔

یہ بڑی عجیب بات ہے؛ گویا ایک اصول قائم کر دیا۔ یعنی اگر ہم عربوں کے محض انکار انکار جمع کر کے ان پر بلا کسی تحقیق کے عمل پیرا ہو جائیں تو ہم دین کے بہت بڑے حصہ پر عمل کر سکیں گے۔

(ہ) حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں اپنی دوسری ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کر دینے کا اعلان فرمایا ہے وہاں یہ بھی بتا دیا کہ رسولؐ اللہ نے جن دو چیزوں کو چھوڑا تھا میں نے ان میں سے بڑی چیز پر عمل کر کے دکھا دیا کہ زندگی کی ہر ہر ضرورت میں قرآن کریم کافی ہے اوران میں سے چھوٹی چیز کو تمہاری ہدایت کے لئے ایسے حالات میں بھی باقی رکھا جبکہ میری زندگی کا پورا دور (کربلا کی طرح) میدان صاف کرا دینے کا متقاضی رہا۔ میں نے ہر ایسے موقعہ کو جہاں جنگ وجدل کی فطری ضرورت پیدا کر دی گئی تھی برابر قرآن کی مدد سے دینی و اسلامی شکل دے کر اہلبیتؑ کو محفوظ و مامون رکھ کر اپنے بعد کیلئے تم تک پہنچا دیا ہے۔

(سوم): پہلی بات کو دہرا دیا یعنی اہلبیتؑ کے مقام کا تعین چونکہ قرآن کریم سے ہوتا ہے لہٰذا اہلؑ بیت ثقل اصغر ہیں۔ اس بیانِ مرتضویؑ کے بعد ایسا تصور قائم نہیں رہنا چاہئے جس میں یہ ہو کہ: (1) قرآن سے اہل بیتؑ افضل ہیں۔ یا

(2) قرآن اہل بیتؑ کے ماتحت ہے۔

(ح) رَاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ کون اور کیسے لوگ ہوتے ہیں؟

(خطبہ نمبر 89 مفتی جعفر حسین صاحب، خطبہ نمبر 95 رئیس احمد جعفری صاحب، خطبہ نمبر 90 علی نقی طہرانی صاحب)

(1) **وَاعْلَمْ اَنَّ الرَّاسِخِيْنَ فِي الْعِلْمِ هُمُ الَّذِيْنَ اَغْنَاهُمْ عَنِ اقْتِحَامِ السُّدَدِ الْمَضْرُوْبَةِ دُوْنَ الْغُيُوْبِ؛**

(2) اَلْاِ قْرَارُ بِجُمْلَةِ مَا جَهِلُوْا تَفْسِيْرَهٗ مِنَ الْغَيْبِ الْمَحْجُوْبِ؛

(3) فَمَدَحَ اللّٰهُ اعْتِرَافَهُمْ بِالْعِجْزِ عَنْ تَنَاوُلِ مَالَمْ يُحِيْطُوْابِهٖ عِلْمًا؛

(4) وَسَمّٰى تَرْكَهُمُ التَّعَمُّقَ فِيْمَا لَمْ يُكَلِّفْهُمُ الْبَحْثَ عَنْ كُنْهِهٖ رُسُوْخًا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ راسخون فی العلم (انبیاءؑ ومعصومینؑ کے تعلیم کردہ) وہ لوگ ہیں جو ہر اس چیز کی جو پوشیدہ اور در پردہ ہے تفسیر نہیں جانتے اور اپنے نہ جاننے کا اقرار واعتراف کرتے ہیں۔ وہ اس سے بے نیاز ہیں کہ اس دروازہ میں داخل ہونے کی کوشش کریں جن پر پردہ غیب ڈال دیا گیا ہے (ہمارا مضمون ''طین'') خداوند عالم نے ان لوگوں کی مدح وثنا اسی بنا پر کی ہے کہ وہ لوگ اپنے احاطۂ علم سے باہر کی چیزوں کے علم سے عاجز و ناواقف ہونے کا اعتراف کرتے ہیں اور یہ کہ وہ لوگ ان امور واسرار سے بحث ہی نہیں کرتے جن کی غایت اور کُنہ جاننے کی تاکید خدا نے نہیں کی ہے اسی کو رسوخ فی علم کہتے ہیں۔ (ہمارا عنوان ناسخ ومنسوخ علامہ پرویز کی رد میں اس پر مزید روشنی ڈالتا ہے) اس بیان سے یہ واضح تر ہو جاتا ہے کہ ایسے اسرار ورموزِ خداوندی کا بھی وجود ہے جس سے راسخون فی العلم ناواقف ہیں اور جن کے نہ جاننے کا اعلان کرنے پر وہ قابل مدحِ خداوندی ہیں۔ لہٰذا ایسا تصور بدایتاً باطل ہے جس میں یہ خیال ہو کہ:

''یہ لوگ ہر چیز سے واقف اور ہر شے کے عالم تھے اور کہا کرتے تھے کہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کا علم ہمیں نہ ہو۔'' لہٰذا ''لا ادری'' ''مجھے ادراک نہیں'' کہنے میں کوئی توہین نہیں بلکہ یہی وہ مقامِ علم ہے جہاں انسان ممدوح بنتا ہے۔

(ط) تعلیم قرآن کی تاکید۔

(خطبہ نمبر 108 مفتی جعفر حسین، خطبہ 125 رئیس احمد جعفری، خطبہ 109 علی نقی طہرانی)

(1) وَتَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ (2) وَتَفَقَّهُوْا فِيْهِ فَاِنَّهٗ رَبِيْعُ الْقُلُوْبِ

(3)وَاسْتَشْفُوْا بِنُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ شِفَآءُ الصُّدُوْرِ (4)وَاَحْسِنُوْا تِلَاوَتَهٗ فَاِنَّهٗ اَنْفَعُ الْقَصَصِ؛

قرآن کی تعلیم دو کہ بلاشبہ وہ احادیث میں سب سے بہتر ہے۔اس میں افہام وتفہیم کرو کہ وہ بتحقیق مقام محفوظ وآراستہ ومزین ہے اس کے نور سے سلامتی حاصل کرو۔ بلاشبہ وہ دلوں کو سلامت رکھنے والا ہے۔اس کو بہترین طریقہ سے پڑھا کرو کہ وہ بلامبالغہ تمام قصوں سے زیادہ تر مفید ہے۔

اس کلام سے پہلے یہ فقرہ ہے کہ اپنے نبیؐ کی ہدایتوں کی پیروی کرو کہ وہ سب سے بالاتر ہدایت ہیں۔اسؐ کے طریق زندگی کو اختیار کرو کہ تمام طریق ہائے زندگی سے بہتر طریقہ ہے۔اس کے فوراً بعد فرمایا کہ قرآن کی تعلیم ہی احسن الحدیث ہے یہ غور طلب ہے۔ہم نے حدیث کیلئے حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور الگ پیش کر دیا ہے۔دراصل ہونا یہ چاہئے تھا کہ ہم ہر عقیدہ کو امامؑ اوّل سے اختیار کرتے یا نہج البلاغہ کو اُنؑ کا کلام ماننے سے انکار کر دیتے۔لیکن کیا کیا جائے کہ اس پر تمام اُمت کا اجماع ہو چکا ہے انکار تو ناممکن ہو گیا۔اب اُن سے بچ نکلنے اور اپنی راہ الگ بنانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ قرآن اور نہج البلاغہ کے معنی کی تاویل کر کے اپنے مشرب کے مطابق بنا لیا جائے چنانچہ۔الحمد للہ کہ سارے مسلمان اس پر عامل ہیں (اِلا اَحسن)۔

(ی) موجودہ قرآن کی تصدیق اور یہ کہ ہر فیصلہ قرآن سے کیا جائے گا ہر تنازعہ میں قرآن حَکَم ہوگا۔

(خطبہ نمبر 123 مفتی جعفر حسین، نمبر 142 رئیس احمد جعفری، نمبر 125 علی نقی)

(1)اِنَّا لَمْ نُحَکِّمِ الرِّجَالَ (2)وَاِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْاٰنَ (3) وَهٰذَا الْقُرْاٰنُ اِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَّسْطُوْرٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ (4) لَا يَنْطِقُ بِلِسَانٍ (5)وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْ

تَرْجُمَانٍ (6) وَّاِنَّمَا یَنْطِقُ عَنْهُ الرِّجَالُ (7) وَلَمَّا دَعَانَا الْقَوْمُ اِلٰی اَنْ نُّحَكِّمَ بَيْنَنَا الْقُرْاٰنَ لَمْ نَكُنِ الْفَرِيْقَ الْمُتَوَلِّيَ عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

''ہم نے لوگوں کو حَکَم نہیں بنایا تھا بلکہ ہم نے قرآن کو حَکَم بنایا تھا اور یہ قرآن ایک تحریر ہے جو دو گتّوں کے درمیان سطروں میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ زبان کے ذریعہ سے ناطق نہیں ہے (زبان سے نہیں بولتی) اس کیلئے ترجمان کا ہونا لازمی ہے۔ اور لوگ بلا شک وشبہ اس کے ذریعہ سے ناطق ہیں (بولتے ہیں) چونکہ ہم سے درخواست کی گئی تھی کہ ہم اس کتاب کو آپس میں حَکَم تسلیم کر لیں تو ہم اس فریق سے متعلق نہیں ہیں جو قرآن کی دعوت سے روگردانی کرنے والا ہو۔''

''اس کے بعد علیؑ نے قرآن کریم سے وہ آیت پڑھی جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ کے علاوہ جب بھی باقی اُمت میں کوئی نزاع ہو تو اس کا فیصلہ قرآن سے کرایا جائے گا۔ اور یا اسے رسولؐ کے عمل درآمد کی روشنی میں پرکھا جائے گا۔ اور ان دونوں طریقوں سے ہماری حقانیت اور استحقاق خلافت بلاکسی اندیشہ کے ثابت ہے۔''

اس خطبہ میں موجودہ قرآن کی مکمل تصدیق فرمادی گئی اور اس کو حاکم و حَکَم بنانے کا فتویٰ دے دیا۔

(ک) قرآن کریم کے ناطق ہونے پر دلیل

(خطبہ نمبر 131 مفتی جعفر حسین، نمبر 152 رئیس احمد جعفری، نمبر 133 علی نقی)

(1) وَكِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ نَاطِقٌ لَا يَعْيٰى لِسَانُهٗ؛

(2) وَبَيْتٌ لَّا تُهْدَمُ اَرْكَانُهٗ؛

(3) وَعِزٌّ لَّا تُهْزَمُ اَعْوَانُهٗ۔

اور جو کتابِ خدا تمہارے درمیان موجود ہے وہ ایسی ناطق (بولنے والی) ہے کہ اس کی زبان کبھی تھکتی نہیں اور وہ ایسا مکان ہے جس کے ارکان (ستون اور بنیادیں) منہدم نہیں ہو سکتے۔

وہ ایسے غلبہ کی مالک ہے کہ اس کے ساتھی کبھی شکست نہ کھائیں گے۔

اس سے پہلے حوالہ میں آیا تھا کہ وہ زبان کے ذریعہ سے نہیں بولتی۔ مگر دوسروں میں گویائی پیدا کردیتی ہے اس میں زبان کا انکار نہ تھا۔ یہ خطبہ بتاتا ہے اُس کے لئے زبان موجود ہے اور وہ کبھی تھکتی نہیں ہے۔

آپ کو یاد ہے قرآن میں آیا ہے ''۔صُمٌّ بُکْمٌ۔'' گونگے ہیں بہرے ہیں اندھے ہیں وغیرہ (آیت نمبر 18 سورہ بقرہ) جو بھی معنی ہوں اسی صُمٌّ کا رشتہ دار لفظ ہے صَامِت۔ لہٰذا قرآن کریم کو ہرگز ہرگز صامت نہیں کہنا چاہے بلکہ قرآن ناطق بھی ایسا ہے کہ جس کی مدد کے بغیر بولنا ہی نہیں آتا۔ اور جو قرآن کریم سے بولتا ہے اُس کے سامنے سب گونگے ہوجایا کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سورہ اعراف کی آیت نمبر 193)۔

مزید تصریح ذیل میں ملاحظہ ہو۔ جناب علیؑ مرتضیٰ باطل عقائد کو اس طرح ذبح کر دیتے ہیں کہ ایک تسمہ لگا نہیں رہ جاتا چنانچہ مسلسل اسی خطبہ میں فرماتے ہیں کہ:

(ل) قرآن کریم ہی ذریعہ سماعت و بصارت اور وہی ذریعہ گویائی ہے۔

(خطبہ نمبر 131 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 156 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 133 علی نقی)

(1) وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَيَكَادُ صَاحِبُهُ اَنْ يَشْبَعَ مِنْهُ وَيَمَلَّهُ اِلَّا الْحَيَاةَ

(2) فَاِنَّهُ لَا يَجِدُ لَهُ فِي الْمَوْتِ رَاحَةً.

(3) وَاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْحِكْمَةِ الَّتِيْ هِيَ حَيَاةٌ لِّلْقَلْبِ الْمَيِّتِ .

(4) وَبَصَرٌ لِلْعَيْنِ الْعَمْيَاءِ (5) وَسَمْعٌ لِّلْاُذُنِ الصَّمَّاءِ .

(6) وَرِيٌّ لِّلظَّمَانِ (7) وَفِيْهَا الْغِنٰى كُلُّهُ وَالسَّلَامَةُ (8) كِتَابُ اللّٰهِ تُبْصِرُوْنَ بِهٖ (9) وَتَنْطِقُوْنَ بِهٖ (10) وَتَسْمَعُوْنَ بِهٖ (11) وَيَنْطِقُ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ.

(12) وَّيَشْهَدُ بَعْضُهُ عَلٰى بَعْضٍ.

(13) وَلَايَخْتَلِفُ فِي اللّٰهِ وَلَايُخَالِفُ بِصَاحِبِهِ عَنِ اللّٰهِ۔

جان رکھو کہ ہراس چیز سے کہ جس پر قابواور دسترس ہوتی ہے اس سے دل بھر جاتا ہے اور وہ رفتہ رفتہ باعث ملال بن جاتی ہے سوائے اپنی زندگی کے کہ (اُس سے سیری نہیں ہوتی اور) چونکہ موت میں کوئی آسائش نہیں پاتے۔ اور بلاشبہ وہ ایسی منزلِ حکمت ہے جس سے قلبِ مردہ زندگی پاتے ہیں، اندھی آنکھیں بصارت پاتی ہیں، بہرے کان قوتِ سماعت حاصل کرتے ہیں، تشنہ دہن کیلئے سیرابی میسر آتی ہے اور اس سے مکمل بے نیازی مل جاتی ہے۔ یہ کتابِ خداوندی ہے جس کے وسیلے سے بصارت ونطق اور سماعت ملتی ہے۔ اس کا بعض حصہ باقی حصہ کے لئے بولتا ہے اور شہادت دیتا ہے۔ اللہ کے دین میں کسی طرح کا اختلاف نہیں کرتا جو اُس کا ساتھی بن جائے اُس کی مخالفت نہیں کرتا کہ اُس کو خدا سے جدا کر دے۔

(نتیجہ اوّل) اس خطبہ کو شروع کرنے سے پہلے سب لکھتے ہیں کہ:

نمبر1 ''تمسک بہ کتاب خدا'' رئیس احمد جعفری صاحب۔

نمبر2 ''وقسمتی از ایں خطبہ است (در تمسک بکتاب خدا)'' علی نقی طہرانی۔ یعنی

''اور اس خطبہ کا ایک یہ بھی حصہ ہے کتاب خدا کے تمسک سے متعلق۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس خطبہ کو یہاں تک نہ چھوڑ دینا چاہیئے جہاں ہم نے روک دیا بلکہ بتمامہٖ پڑھنا چاہیئے، چنانچہ آخری پیرا لکھتے ہوئے سب مترجم یہ بریکٹ لکھتے ہیں:

''(وبا داشتن چنیں راھنمائے بزرگ در دسترس معہ ذلک)'' علی نقی طہرانی۔

یعنی (ایسے راہنمائے بزرگ کے ہوتے ہوئے اور ایسی واضح چیز پر دسترس رکھتے ہوئے)۔

مطلب پورے خطبہ کا یہ ہوا کہ حضرت علیؑ کے زمانہ کے مسلمانوں کا حسب معمول قرآن سے

بھی اس لئے دل بھر گیا تھا کہ وہ ہر لمحہ اُن کی دسترس کے اندر تھا۔ کس قدر افسوس ناک حالت تھی اہل عرب کی۔ ذرا اندازہ فرمایئے۔

(نتیجہ دوم) جہاں یہ فیصلہ کر دیا کہ قرآن کریم ہی سے مُردوں کو زندگیاں اور اندھوں کو بصارت اور گونگوں کو زبان ملتی ہے وہاں خصوصی حیثیت سے وہ لفظ بھی لایئے یعنی ''۔صما۔'' بھی لایئے جس سے صامت اور صم کا رشتہ ہے۔ اب تو خدا کیلئے ہر علوی کو چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کو صامت نہ کہا کرے بلکہ زبان عطا کر دینے والا سماعت بخشنے والا بصارت دینے والا۔ زندگی بخشنے والا کہا کرے ممکن ہے اس طرح خدا ہمیں ہدایت عطا کر دے (آمین) اور سُنئے اور دیکھئے ہم نے یہ دعائیہ فقرہ کیوں کہا اور آمین کیوں کہہ دی؟

(م) <u>قرآن کریم سے براہ راست ہدایت ملتی ہے خدا ملتا ہے دین ملتا ہے۔</u>

(خطبہ نمبر 145 مفتی جعفر حسین؛ خطبہ نمبر 172 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 147 علی نقی)

ہم یہ پورا خطبہ لکھنے پر مجبور ہیں اس لئے کہ قرآن کریم کا بار بار ذکر آتا چلا جاتا ہے۔ ہم ترجمہ لکھتے جائیں گے لیکن جہاں براہ راست قرآن کریم کا ذکر ہوگا وہاں معہ عربی متن کے لکھ دیں گے سُنئے:

''خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ وہ خدا کے بندوں کو بتوں کی پرستش سے نکال کر خدا کے حلقہ عبادت میں لے آئیں۔ اور شیطان کی اطاعت سے جدا کر کے خدا کی فرماں برداری کو اُن کا شعار بنا دیں۔ **بِقُرانٍ قَدْ بَيَّنَهُ وَاَحْكَمَهُ** آپؐ نے قرآن کریم کو واضح کر دیا اور حاکم بنا دیا تاکہ خدا کے بندے اس کے عالم بن جائیں جو اس سے جاہل تھے۔ اور وہ لوگ خدا کی ہستی کا اعتراف کریں جو پہلے مصر بہ انکار تھے اور خدا کی ہستی کا اقرار کریں جو پہلے منکر تھے (1) **فَتَجَلّٰى لَهُمْ سُبْحَانَهٗ فِيْ**

كِتَابِہٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنُوْا رَاَوْهُ بِمَآ اَرَاهُمْ مِّنْ قُدْرَتِهٖ ۔ ''لہٰذا اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب میں خود کو ھویدا کر دیا اس طرح سے کہ وہ بلا بظاہر دکھائی دیئے دیکھا گیا، اپنی قدرت (اس کتاب میں) انہیں دکھا دی، اپنے عذاب کے خوف سے انہیں ڈرا دیا اور انہیں اطلاع دی کہ کس طرح دیگر اقوام عالم کو اس نے مختلف عذابوں میں مبتلا کیا اور تباہ کر دیا کہ وہ بالکل نیست ونابود ہو گئیں۔''

''میرے بعد تم پر وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں سچائی سے زیادہ کوئی دوسری چیز پوشیدہ نہ ہوگی اور باطل سے زیادہ کوئی چیز واضح اور آشکار نہ ہوگی۔ اور خدا و رسولؐ پر (یعنی قرآن اور حدیث پر) زیادہ سے زیادہ جھوٹ بولا جائے گا۔''

(2) وَلَيْسَ عِنْدَ اَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ سِلْعَةٌ اَبْوَرَ مِنَ الْكِتَابِ اِذَا تُلِيَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (3) وَلَا اَنْفَقَ مِنْهُ اِذَا حُرِّفَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (4) وَلَا فِي الْبِلَادِ شَيْءٌ اَنْكَرَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَلَا عَرَفَ مِنَ الْمُنْكَرِ (5) فَقَدْ نَبَذَ الْكِتَابَ حَمَلَتُهُ (6) وَتَنَاسَاهُ حَفَظَتُهُ (7) فَالْكِتَابُ يَوْمَئِذٍ وَّاَهْلُهُ طَرِيْدَانِ مَنْفِيَّانِ (8) وَصَاحِبَانِ مُصْطَحِبَانِ فِيْ طَرِيْقٍ وَّاحِدٍ لَا يُؤْوِيْهِمَا مُؤْوٍ!! (9) فَالْكِتَابُ وَاَهْلُهُ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ فِي النَّاسِ وَ لَيْسَا فِيْهِمْ (10) وَمَعَهُمْ وَلَيْسَا مَعَهُمْ (11) لِاَنَّ الضَّلَالَةَ لَا تُوَافِقُ الْهُدٰى وَاِنِ اجْتَمَعَا (12) فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ عَلَى الْفُرْقَةِ وَافْتَرَقُوْا عَنِ الْجَمَاعَةِ (13) كَاَنَّهُمْ اَئِمَّةُ الْكِتَابِ وَلَيْسَ الْكِتَابُ اِمَامَهُمْ (14) فَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُمْ مِنْهُ اِلَّا اسْمُهُ (15) وَلَا يَعْرِفُوْنَ اِلَّا خَطَّهُ وَزَبْرَهُ، (ترجمہ مسلسل پڑھیں)

اور قرآن کریم کے صحیح پڑھنے سے ناگوار تر اور کوئی چیز نہ ہوگی۔ اور قرآن میں تحریف کر دینے سے زیادہ پسندیدہ اور خوب تر دوسری چیز نہ ہوگی ،نیکی اور حق سے بدتر کوئی چیز نہ ہوگی، اسی

طرح بدی اور برائیوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ ہوگی۔ حاملانِ قرآن، قرآن سے مستغنی ہو جائیں گے (اُسے پھینک دیں گے) اور حافظانِ قرآن اُسے بُھلائے رکھیں گے۔ اُس دن سے یہ قرآن اور اہل قرآن (قرآن والے) دونوں دھتکارے ہوئے اور بے کار قرار دیئے ہوئے ہو جائیں گے۔ اور قرآن و اہل قرآن ایک دوسرے کے طریق کار میں ہم نوا اور ہم صحبت ہوں گے اور ان دونوں کو کوئی بھی پناہ نہ دے گا۔ چنانچہ اُس دَور میں قرآن اور قرآن کے ساتھی، لوگوں کے درمیان اس طرح موجود ہوں گے کہ اُن کا کہیں شمار نہ ہوگا گویا وہ موجود ہی نہیں ہیں۔ جس طرح سے حق اور باطل جمع نہیں ہو سکتے حالانکہ حق و باطل ساتھ ہی ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ مسلمان قوم اُن دونوں (قرآن اور اہل قرآن) سے جدا رہنے پر متفق ہو جائے گی اور اُن پر جمع ہونے کے بجائے منتشر ہو جائی گی۔ گویا یہ قوم خود اِس قرآن کی امام ہے اور یہ قرآن انکا امام نہیں ہے لہٰذا اُن کے پاس قرآن کے نام کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے گا اور وہ قرآن کو اس کی تحریری صورت اور کنکریاں مارنے تک ہی جاننا کافی خیال کریں گے۔"

"اور ایسا زمانہ آنے سے پہلے ایک دَور ایسا گزر چکے گا کہ یہ لوگ صالحین کو مُثلہ کریں گے یعنی اُن کے ہاتھ پیر ناک کان کاٹ کاٹ کر ایسی موت ماریں گے کہ جو عبرت آموز ہو۔ (قتل عام اور اس کے بعد مُثلہ) اُن کے صدق کو کذب قرار دیں گے (اُن کی اچھائیوں کو برائیاں قرار دیں گے) یہ ایسے لوگ ہوں گے جن کو اچھائیوں میں برائیوں کی سزا جھلکتی نظر آئے گی"

(پھر اپنے مخاطبین سے فرمایا کہ):

"تم سے پہلے کے وہ لوگ ہلاک ہوگئے جن کی آرزوئیں طویل پروگرام سے متعلق تھیں اور وہ موت سے بچنے کا انتظام کر کے اس سے لاپرواہ ہوگئے تھے حتّٰی کہ موت آخر کار اُن کو گھسیٹ لے گئی، ایسی موت کہ جس نے عذر خواہی اور بچ نکلنے کا موقعہ نہ دیا اور توبہ و بازگشت کا امکان نہ

رہا اور مصیبت و سختی اس کے ہمراہ تھی۔

اے لوگو! جس نے خدائے بزرگ و برتر سے نصیحت چاہی اسے نصیحت دی گئی۔ وَمَنِ اتَّخَذَ قَوْلَهُ دَلِيْلًا هُدِىَ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ اور جس نے اس کے قول (قرآن) کو اپنے لئے دلیل بنایا اُس کو استوار ترین راہ کی ہدایت کی گئی۔ کیونکہ جو خدا سے آشنا ہو وہ با امن اور آسودہ رہتا ہے اور اس کا دشمن خوفزدہ اور حیران رہتا ہے۔ جو خدا کی عظمت کو پہچانتا ہے اس کے لئے تکبر اور فریب زیبا نہیں ہے اس کی اصل بزرگی اس میں ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کرے اور جو خدا کی قدرت سے واقف ہے اس کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کرے۔ پس اے لوگو! حق سے انحراف نہ کرو، جیسے خارش زدہ اونٹ سے تندرست اور ناقص سے کامل دُور رہتا ہے۔ تم راہِ حق سے واقف نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس شخص کو نہ پہچان لو جس نے راہ حق سے جدائی اختیار کر رکھی ہے۔

(16) وَلَنْ تَأْخُذُوْا بِمِيْثَاقِ الْكِتَابِ حَتّٰى تَعْرِفُوا الَّذِىْ نَقَضَهُ (17) وَلَنْ تَمَسَّكُوْا بِهٖ حَتّٰى تَعْرِفُوا الَّذِىْ نَبَذَهُ (18) فَالْتَمِسُوْا ذٰلِكَ مِنْ عِنْدِ اَهْلِهٖ؛

اور قرآن کے وعدوں کو پورا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے جب تک اس شخص کو نہ پہچان لو جس نے ان وعدوں کو توڑ دیا اور قرآن سے تمہارا تمسک نہیں ہو سکتا جب تک تم اُس شخص کو نہ جان لو جس نے قرآن کو ترک کر دیا ہے۔ تم یہ باتیں اُن ہی لوگوں سے معلوم کر سکتے ہو جو قرآن کے ساتھی ہیں (قرآن والے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جو علم کی زندگی اور جہالت کیلئے موت ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کا حکم علم و دانائی کی اطلاع دیتا ہے، اُن کی چپ بھی نطق ہے، ان کا ظاہر بھی باطن ہے اور باطن بھی ظاہر ہے، وہ دین کی مخالفت نہیں کرتے اور نہ دین میں اختلاف کرتے ہیں، دین اُن کے درمیان ایک سچا گواہ اور خاموش ناطق ہے (صامت دین بھی ناطق کہلایا)۔''

نتائج۔اوّل: قرآن کریم کی مستقل صفات ہوئیں:

(الف) لوگوں کو عالم بنانا (ب) خدا کے وجود کو منوا کر ثابت رکھنا (ج) خدا کا ایسا یقین پیدا کرنا جیسا کہ بالمشافہ دیکھ کر ہوا کرتا ہے (د) ایسے وعدے دینا جو ضرور پورے ہو کر رہیں۔ (ہ) اپنے اہل کو قدرت وقوت دیکر غالب رکھنا (و) انسانوں کو ان کے اعمال کا ذمہ دار قرار دے کر نظام جزاوسزا کی تفصیل اور (ز) اقوام عالم کے حالات سے اطلاع وعبرت فراہم کرنا۔

دوم: حضرت علیؑ کے فوراً بعد ایسا زمانہ جس میں اہل قرآن کو قتل اور دیگر مصائب سے دوچار رہنا پڑے گا۔اس کے بعد وہ دَور کہ قرآن کریم اور رسولؐ پر افترا اور کذب کا باقاعدہ اہتمام کیا جائے گا۔نظامِ کذب اور نظامِ افترا قائم ہوں گے۔جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمام ادارے جو قرآن کریم کی تنفیذ وتعبیر کی ذمہ داری کا ٹھیکہ لینے والے ہوں گے قرآن کو حسین غلافوں میں بالائے طاق رکھ کر اس کی موجودگی سے انکار کر دیں گے۔اور اس طرح قرآن اور اہل قرآن دنیا کی نظروں میں کوئی وقعت نہ رکھتے ہوں گے۔وہ وطن میں رہتے ہوئے اجنبی، موجود ہوتے ہوئے غائب مان لئے جائیں گے۔ان کی ظاہری شکل سے بھی شناسائی برائے نام ہوگی۔وہ مجہول اور غیر معروف ہو جائیں گے۔مگر یہ دونوں یعنی قرآن اور اس کے ہمراہی ایک دوسرے کے مدد ومعاون ہوں گے اور اپنے اس دَور کے لوگوں سے اُن کا رشتہ ایسا ہی ہوگا جیسا حق کا باطل سے ہوتا ہے۔ وہ پناہ کے خواہاں ہوں گے تو اُن کو پناہ دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ مسلمان قوم بجائے قرآن کو اپنا پیشوا اور امام بنانے کے خود قرآن کی امام بن جائے گی۔

یہ مقام اگر آپ نے غور سے دیکھ لیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی آنکھوں میں اِن دونوں کی بے کسی پر آنسو ضرور رہوں گے۔اور مجھے اُمید ہے کہ آپ نے اس بیان مرتضویؑ کو پڑھتے ہوئے اُن کے بتائے ہوئے ان دونوں مظلوموں کو ظلم سے بچانے اور پناہ دینے کا تہیہ کیا ہوگا۔

سوم: حضرت علی صلوٰۃ اللہ علیہ نے دینِ حق سے واقفیت کا راز اس میں منحصر کر دیا ہے کہ آپ پہلے اُن اشخاص کو پہچان لیں جنھوں نے حق سے روگردانی اختیار کر کے وعدۂ خداوندی کو توڑ دیا ہے۔ اور اُن اشخاص سے جو قرآن سے روگردان ہیں۔ واقفیت بھی اُن لوگوں کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے جو قرآن سے وابستہ ہیں، جو اس کے اہل اور ہمراہی ہیں، جن کا رویہّ خالصتاً قرآن کے معیار پر قائم ہے، وہ قرآن کے خلاف نہیں کرتے، ان کا ظاہر و باطن ایک ہے، وہ نہ مشہور ہیں اور نہ شہرت کے خواہاں ہیں۔

ہماری درخواست ہے کہ یہ خطبہ کم از کم دو بار ضرور پڑھیں اور غور فرمائیں اور اس کے بعد جس قدر آپ سے متعلق ہو اس پر ایک عملی نظر ڈالیں، اس میں سے جس قدر سہل ہو اس پر عمل کریں اور سنئے:

(ن) قرآن کی طرف لوٹ آیئے یہ نورانی حبلِ خداوندی ہے۔

(خطبہ نمبر 154 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 182 رئیس احمد جعفری؛ 155 علی نقی)

(1) عَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ (2) فَإِنَّهُ الْحَبْلُ الْمَتِيْنُ (3) وَنُورُ الْمُبِيْنُ۔

(4) وَالشِّفَآءُ النَّافِعُ (5) وَالرِّیُّ النَّاقِعُ (6) وَالْعِصْمَةُ لِلْمُتَمَسِّكِ۔

(7) وَالنِّجَاةُ لِلْمُتَعَلِّقِ (8) لَايَعْوَجُّ فَيُقَامَ (9) وَلَايَزِيْغُ فَيُسْتَعْتَبَ۔

(10) وَلَا تُخْلِقُهُ كَثْرَةُ الرَّدِّ وَوُلُوْجُ السَّمْعِ (11) مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ۔

(12) وَ مَنْ عَمِلَ بِهٖ سَبَقَ؛

تم کتابِ خدا سے رجوع کرو اس لئے کہ یہی حبل المتین ہے (جس کو مل کر پکڑنے کا حکم خود خدا نے دیا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً) یہی نورِ مبین ہے۔ اس میں مفید شفا ہے، وہ سیرابی ہے جس سے تشنگی دُور رہتی ہے، تمسک کرنے والے کیلئے عصمت فراہم کرتی ہے، جو خود

کو قرآن سے متعلق کردے اس کے لئے نجات فراہم کرتی ہے، اس میں کجی نہیں کہ سیدھا کرنا پڑے، اس میں گمراہی نہیں ہے کہ اس کی کوئی ہدایت اور اصلاح کرے اس کو بار بار استعمال کرنا باعثِ گرانیِ طبع نہیں بنتا۔ جو اس قرآن کے ذریعہ سے بولتا ہے ہمیشہ سچا ہے، جو اس پر عمل کرے وہ سبقت لے جاتا ہے۔

ہمیں اگر وقت ملا تو جناب علی مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کے خطبات کے ایک ایک لفظ کا ماخذ دکھائیں گے جس سے واضح ہو جائے گا کہ حضورؐ نے جو کچھ فرمایا وہ قرآن تھا اور زبان انؑ کی تھی وہؑ لسان اللہ اور لسانِ قرآن تھے۔ وہؑ ہمیشہ حق گوئی کرتے تھے اس لئے کہ انؑ کی زبان قرآن سے بولتی تھی۔ وہ معصومؑ تھے اس لئے کہ قرآن سے سو فیصدی متمسک تھے۔ یہاں بڑا ضروری ہو جاتا ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنے والا خود کو بے فکری کے ساتھ قرآن کریم سے متعلق کردے تا کہ اس کی نجات کی ضمانت قرآن کریم اور علی مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام لے لیں۔

(س) <u>محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کی غرض تصدیقِ کتبِ خداوندی تھی۔ نہ کہ تنسیخ کتبِ خداوندی۔</u>

(خطبہ نمبر 156 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 157 علی نقی طہرانی)

(1) اَرْسَلَهٗ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَ طُوْلِ هَجْعَةٍ مِّنَ الْاُمَمِ ؛

(2) وَانْتِقَاضٍ مِّنَ الْمُبْرَمِ؛

(3) فَجَآءَ هُمْ بِتَصْدِيْقِ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؛

(4) وَالنُّوْرِ الْمُقْتَدٰى بِهٖ ؛

(5) ذٰلِكَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَنْطِقُوْهُ وَلَنْ يَّنْطِقَ ؛

(6) وَلٰكِنْ اُخْبِرُكُمْ عَنْهُ اَلَآ اِنَّ فِيْهِ عِلْمَ مَايَاْتِيْ ؛

(7) وَالْحَدِيْثُ عَنِ الْمَاضِيْ ؛

(8) وَدَوَآءَ دَآئِكُمْ وَ نَظْمَ مَا بَيْنَكُمْ ؛

''خداوندِ عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس وقت بھیجا کہ جب سلسلہ انبیاؑء کو منقطع ہوئے عرصہ دراز گزر چکا تھا۔ اور اُمتوں کو غفلت و گمراہی میں رہتے ہوئے طویل عرصہ ہو گیا تھا۔ اور احکام الٰہی معطل پڑے تھے لہٰذا حضرت رسولِؐ خدا لوگوں کی طرف تشریف لائے تا کہ جو کچھ اُن کے پاس اللہ کے احکامات تھے اُن کی تصدیق کر دیں تا کہ وہ اصل روشنی کی پیروی کریں وہ قرآن کریم ہے۔ تم اُس سے بات کرو وہ ہرگز نہ بولے گا۔ میں اُس کی طرف سے بتاتا ہوں (یا اس میں سے بتاتا ہوں) میں اعلان کرتا ہوں کہ قرآن میں ماضی اور مستقبل کے حالات اور علوم ہیں اور بیماری کی دوا ہے اور تمہارے لئے نظامِ حیات ہے۔''

اس خطبہ سے خصوصاً یہ سیکھنا چاہئے کہ قرآن کریم پچھلی شریعتوں اور کتابوں کو منسوخ کرنے کیلئے نہیں بلکہ اُن کی تصدیق کرنے کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ قرآن نے کہا بھی یہی ہے۔

(ع) قرآن کریم ہادی یا راہنما ہے اس میں خیر اور شر کو واضح کر دیا گیا ہے۔

(خطبہ نمبر 165 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 190 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 166 علی نقی)

(1) اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَ كِتَابًا هَادِيًا بَيَّنَ فِيْهِ الْخَيْرَ وَ شَرَّ.

(2) فَخُذُوْا نَهْجَ الْخَيْرِ تَهْتَدُوْا،

(3) وَاَصْدِفُوْا عَنْ سَمْتِ الشَّرِّ تَقْصِدُوْا.

(4) اَلْفَرَآئِضَ الْفَرَآئِضَ اَدُّوْهَا اِلَى اللّٰهِ تُؤَدِّكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ؛

بلاشک وشبہ اللہ نے قرآن کو ہادی بنا کر نازل کیا ہے اس میں اچھائیوں اور برائیوں کو واضح

کر دیا ہے۔ اچھائیوں کو اپنے سامنے رکھو کہ ہدایت یافتہ بن جاؤ۔ برائیوں سے دُوری اختیار کرو تا کہ راہ راست پر گامزن ہو جاؤ۔ فرائض کو ادا کرو فرائض کو ادا کرو خدا کیلئے تا کہ وہ تمہیں جنت میں پہنچا دے۔

(ف) **قرآن کریم ہادی ہے اور بولنے والا ہادی ہے۔**

(خطبہ نمبر 167 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 192 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 168 علی نقی)

(1) اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ رَسُوْلًا هَادِيًا بِكِتَابٍ نَاطِقٍ وَّاَمْرٍ قَائِمٍ ؛

بتحقیق اللہ نے اپنے ہدایت کرنے والے رسولؐ کو بولنے والی کتاب اور قائم رہنے والے دین کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔

(ص) **قرآن کریم سے فائدہ حاصل کرو۔**

(خطبہ نمبر 174 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 198 رئیس احمد جعفری، نمبر 175 علی نقی)

(1) اِنْتَفِعُوْا بِبَيَانِ اللّٰهِ (2) وَاتَّعِظُوْا بِمَوَاعِظِ اللّٰهِ (3) وَاقْبَلُوْا نَصِيْحَةَ اللّٰهِ؛

(4) فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْذَرَ اِلَيْكُمْ بِالْجَلِيَّةِ (5) وَاَخَذَ عَلَيْكُمُ الْحُجَّةِ ؛

(6) وَبَيَّنَ لَكُمْ مَّحَابَّهُ مِنَ الْاَعْمَالِ وَمَكَارِهَهُ مِنْهَا؛

(7) لِتَتَّبِعُوْا هٰذِهٖ وَ تَجْتَنِبُوا هٰذِهٖ؛

خدا کے بیان سے نفع اندوزی حاصل کرو اللہ کی نصیحتوں سے نصیحت سیکھو کیونکہ اُس نے واضح دلائل سے تم پر حجت ختم کر کے تمہارے عُذرات کی گنجائشیں ختم کر دی ہیں۔ اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ اعمال کو بیان کر دیا تا کہ اُس کی پسندیدہ پر عمل کرو اور ناپسندیدہ سے باز رہو۔"

اسی خطبہ میں چند دوسری تفاصیل کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

(ق) قرآن ایسا ہادی ہے جو غنی کر دیتا ہے جو گمراہ نہیں ہونے دیتا۔ قرآن سے کیسا رشتہ ہونا چاہئے؟

(1) وَاعْلَمُوا اَنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ هُوَالنَّاصِحُ الَّذِیْ لَایَغُشُّ (2) وَالْهَادِی الَّذِیْ لَایُضِلُّ (3) وَالْمُحَدِّثُ الَّذِیْ لَایَكْذِبُ (4) وَمَاجَالَسَ هٰذَاالْقُرْاٰنَ اَحَدٌ اِلَّاقَامَ عَنْهُ بِزِیَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ: زِیَادَةٍ فِیْ هُدًی (5) وَّنُقْصَانٍ مِّنْ عَمیً (6) وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ لَیْسَ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْاٰنِ مِنْ فَاقَةٍ (7) وَّلَا لِاَحَدٍ قَبْلَ الْقُرْاٰنِ مِنْ غِنیً (8) فَاسْتَشْفُوْهُ مِنْ اَدْ وَآئِكُمْ (9) وَاسْتَعِیْنُوْا بِهٖ عَلٰی لَأْوَآئِكُمْ (10) فَاِنَّ فِیْهِ شِفَآءً مِّنْ اَكْبَرِ الدَّآءِ وَهُوَالْكُفْرُوَ النِّفَاقُ وَالْغَیُّ وَالضَّلَالُ (11) فَاسْاَلُوْاللّٰهَ بِهٖ (12) وَتَوَجَّهُوْااِلَیْهِ بِحُبِّهٖ وَلَاتَسْأَلُوْابِهٖ خَلْقَهُ (13) اِنَّهُ مَاتَوَجَّهَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ (14) وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ شَافِعٌ وَّمُشَفَّعٌ (15) وَّقَائِلٌ وَّ مُصَدَّقٌ وَاَنَّهُ مَنْ شَفَعَ لَهُ الْقُرْاٰنُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُفِّعَ فِیْهِ (16) وَمَنْ مَّحَلَ بِهِ الْقُرْاٰنُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صُدِّقَ عَلَیْهِ (17) فَاِنَّهُ یُنَادِیْ مُنَادٍیَوْمَ الْقِیَامَةِ: "اَلَااِنَّ كُلَّ حَارِثٍ مُّبْتَلٰی فِیْ حَرْثِهٖ وَعَاقِبَةِ عَمَلِهٖ غَیْرَ حَرَثَةِ الْقُرْاٰنِ" (18) فَكُوْنُوْا مِنْ حَرَثَتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ (19) وَاسْتَدِلُّوْهُ عَلٰی رَبِّكُمْ (20) وَاسْتَنْصِحُوْهُ عَلٰی اَنْفُسِكُمْ (21) وَاتَّهِمُوْاعَلَیْهِ اٰرَآئِكُمْ (22) وَاسْتَغِشُّوا فِیْهِ اَهْوَآئِكُمْ۔

جان رکھو کہ قرآن کریم ایسا ناصح (نصیحت کرنے والا) ہے جو کبھی نصیحت میں خیانت نہیں کرتا۔ ایسا ہادی ہے جو کبھی گمراہ نہیں کرتا۔ اور ایسا محدث (حدیث کا محافظ اور بیان کرنے والا) ہے جو کبھی جھوٹ نہیں کہتا۔ جو قرآن کا ہم نشین بنا (جو قرآن کے ساتھ بیٹھا) وہ اُٹھنے نہیں پاتا کہ اس کی ہدایت میں زیادتی ہو چکتی ہے اور گمراہی میں کمی ہو چکتی ہے۔ ان دونوں حالتوں

سے خالی وہ کبھی نہیں اُٹھتا۔ یہ بھی جان رکھو کہ کسی کیلئے قرآن کا ہمنوا بننے کے بعد فاقہ نہیں ہے اور یہ بھی کہ بلا قرآن کے کوئی شخص غنی نہیں کہلا سکتا۔ تم اس کے ذریعہ سے اپنی بیماری کا علاج کرواور اپنی دقتوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں اسی سے مدد چاہو۔ بتحقیق اس میں سب سے بڑی بیماری یعنی کفر، نفاق، تباہی اور گمراہی کا علاج ہے۔ لہٰذا خدا سے قرآن کے ذریعہ شفا مانگو۔ قرآن کی طرف محبت بھرے دل سے توجہ کیا کرواور قرآن کے ذریعہ سے مخلوق سے کچھ نہ مانگا کرو۔ مخلوقات کی یہ مجال ہی نہیں ہے کہ وہ خدا سے اس طرح مخاطبہ کر سکیں جس طرح قرآن کا حق ہے۔''

''یہ بھی جان رکھو کہ قرآن کریم ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت خدا کے یہاں قبول ہے۔ اور ایسا بولنے والا ہے کہ اُس کی زبان کی تصدیق ہو چکی ہے۔ اور جس کسی کی شفاعت قیامت میں قرآن کریم نے کر لی اس کی شفاعت مقبولِ خدا ہوگئی اور جس کسی کو قیامت میں قرآن کریم نے ردّ کر دیا وہ مَردُود قرار دے دیا جائے گا۔ قیامت میں ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا کہ ''آج ہر کاشت کار اپنے اپنے مواخذہ میں گرفتار ہوگا ماسوائے اس کے کہ جو قرآن کریم کا کاشت کار تھا۔''

لہٰذا تم سب کو قرآن کریم کا کاشت کار بننا چاہیئے اور اپنے خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کیلئے اِسی کو اپنے لئے دلیل بناؤ۔ اپنی جانوں کو اسی سے نصیحت کرو۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنی رائے اور فیصلوں کو اتہام لگایا کرو اور قرآن کے معاملہ میں اپنے خیالات کے ساتھ خیانت کا الزام لگایا کرو۔''

(23) اَلعَمَلَ الْعَمَلَ ثُمَّ النِّھَایَۃَ النِّھَایَۃَ وَالْاِ سْتِقَامَۃَ الْاِسْتِقَامَۃَ ثُمَّ الصَّبْرَ الصَّبْرَ، وَالْوَرَعَ الْوَرَعَ ،اِنَّ لَکُمْ نِھَایَۃً فَانْتَھُوْا اِلٰی نِھَایَتِکُمْ (24) وَاِنَّ لَکُمْ عَلَمًا

فَاهْتَدُوْ بِعَلَمِكُمْ؛

"عمل پیہم کرو اور پیہم برائیوں سے جدا رہو یہی تمہارا منتہیٰ اور نصب العین ہے اس تک پہنچ کر رہو جو تمہارے لئے مقرر ہے۔"

(پورا پورا عمل کرو، پورا پورا عمل کرتے چلے جاؤ، پھر ساتھ ہی اپنی انتہا پر غور کرو اور اپنی انتہا پر غور کرتے چلے جاؤ، پھر اپنے عمل کو اپنی انتہا کے مطابق برقرار رکھو اور برقرار رہنے میں استقلال پیدا کرو، پھر اس دوران پیش آنے والی مشکلات میں صبر کرو اور صبر کرتے چلے جاؤ؛ اور پاکباز بنو اور پاکبازی میں بڑھتے چلے جاؤ؛ یقیناً تمہارے لئے ایک انتہا ہے چنانچہ تم اُس نہایت تک پہنچنے میں کوشاں رہو؛ تمہارے لئے ایک راہنما پرچم ہے؛ اُس سے ہدایت حاصل کرو۔ احسنؔ)

خطبہ مسلسل جاری ہے نبوت و امامت کی پیروی کا حکم واضح کیا جا رہا ہے اس کے بعد مسلسل فرماتے ہیں:

(25) وَقَدْ قُلْتُمْ رَبُّنَا اللّٰهُ (26) فَاسْتَقِيْمُوْا عَلٰى كِتَابِهٖ (27) وَعَلٰى مِنْهَاجِ اَمْرِهٖ وَ عَلٰى الطَّرِيْقَةِ الصَّالِحَةِ مِنْ عِبَادَتِهٖ (28) ثُمَّ لَا تَمْرُقُوْا مِنْهَا (29) وَلَا تَبْتَدِعُوْا فِيْهَا (30) وَلَا تُخَالِفُوْا عَنْهَا؛

بلاشبہ تم نے کہا تھا کہ ہمارا پالنے والا اللہ ہے۔ اس قول کا تقاضہ یہ ہے کہ تم اُس کی کتاب پر ثابت قدم رہو۔ قرآن سے تجاوز نہ کرو نہ کوئی نیا راستہ اختیار کرو اور نہ قرآن کی مخالفت کرو۔ اُس کی بتائی ہوئی صحیح عبادتِ خداوندی کرتے رہو۔"

خطبہ مسلسل آگے بڑھ کر زبان و دل پر قابو کا طریقہ، حرام وحلال کی تفصیل و دیگر احکامات جاری کرتے ہوئے یہاں پہنچا کہ:

(31) وَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ لَمْ یَعِظْ اَحَدًا بِمِثْلِ ھٰذَاالْقُرْاٰنِ (32) فَاِنَّہٗ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ (33) وَسَبَبُہُ الْاَمِیْنِ (34) وَفِیْہِ رَبِیْعُ الْقَلْبِ (35) وَیَنَابِیْعُ الْعِلْمِ (36) وَمَا لِلْقَلْبِ جِلَاءٌ غَیْرُہٗ ؛

اللہ سبحانہ نے کسی شخص کو قرآن سے بہتر نصیحت نہیں عطا کی تھی۔ بلاشبہ یہ قرآن خدا کی وہ مضبوط رسی ہے (جسے پکڑے رہنا خدا نے فرض قرار دیا ہے) اور خدا تک پہنچنے کا محفوظ ذریعہ ہے اس میں قلوب کے لئے طمانیت ہے۔ علوم کے خزانے ہیں۔ اس کے سوا کسی اور چیز سے دل میں روشنی نہیں پیدا ہوسکتی۔''

اس خطبہ کی قرآنی صفات پر طائرانہ نظر ڈالئے تو آپ دیکھیں گے کہ:

(1) قرآن میں محض نفع ہے نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ (2) انسانوں کیلئے وہ تمام اعمال بتادیئے گئے جو خدا کو پسند ہیں اور اب یہ عذر نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن میں فلاں چیز نہیں ہے۔ (3) وہ نصیحت ہی نہیں ہے بلکہ خود ناصح ہے ایسا ناصح جو کسی طرح خیانت نہیں کرتا یعنی کوئی پہلو نہیں چھوڑتا۔ (4) وہ ہدایت کی کتاب بھی ہے اور ہادی بھی ہے ایسا ہادی جو گمراہ نہیں ہونے دیتا۔ (5) وہ احادیثِ انبیاؑ کا حامل ہی نہیں بلکہ خود محدث اور احادیث کے بیان کرنے والا ہے اور کس نبیؑ کے خلاف یا خدا کے خلاف کوئی غلط حدیث نہیں سناتا۔ (6) جو بھی قرآن لے کر بیٹھے اُٹھنے سے پہلے ہدایت لے کر اور گمراہی چھوڑ کر اُٹھتا ہے۔ (7) قرآن سے تعلق پیدا کر لینے کے بعد تنگی اور فاقہ دُور ہو جاتے ہیں اور (8) قرآن کے علاوہ دنیا کی تمام چیزیں ہوتے ہوئے بھی کوئی غنی نہیں کہلا سکتا۔ (9) ہر قسم کی بیماری، دقت، مصیبت، مسائلِ حیات میں مکمل ہدایات دے کر شفا اور راہنمائی عطا کر دیتا ہے اور یہ کہ: (10) خدا سے اسی کی وساطت سے مدد مانگنا چاہئے۔ (11) قرآن سے کسی طرح کا واسطہ رکھتے ہوئے دل میں

ایک جذبۂ محبت موجزن ہونا چاہئے ۔(12)قرآن کے ذریعہ کسی مخلوق سے کچھ نہ مانگنا چاہئے بلکہ(13)قرآن کو خدا سے مخاطبہ کیلئے وسیلہ بنانا چاہئے ۔(14)قیامت میں یہ قرآن شافع محشر ہے جس کی شفاعت قرآن کریم نے کردی وہ فائز المرام ہوا اور(15)جس کو قرآن نے ٹھکرادیا وہ راندۂ درگاہِ خداوندی ٹھہرا۔(16)قیامت میں قرآن کریم کیلئے منادی کردی جائے گی کہ آج صرف وہ لوگ فلاح یافتہ ہیں جن کا طرزِ عمل قرآن سے متعلق رہتا تھا باقی سب جہنم واصل ہیں ۔(17)خدا کے رُوبرو سرخ روئی صرف قرآن کریم کے ذریعہ سے ہوگی اپنی ذاتی رائے اور اجتہاد یا تقاضائے وقت وغیرہ تمام عذرات سے علیحدہ رہنا ضروری ہے اور محض قرآن کریم کا حکم ماننا ہی پسندیدہ طریقہ ہے ۔(18)قرآن میں آیا تھا کہ ''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس قول پر قائم رہے ان پر نزولِ ملائکہ ہوتا رہے گا ،اُن سے کہا جائے گا کہ تم خوف زدہ اور رنجیدہ ہونے والے نہیں ہو تمہارے لئے تو وہ جنت منتظر ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا''(سورہ حم سجدہ آیت 41/30)حضرت علیؑ نے یہ قول یاد دلا کر بتایا کہ اس قول پر قائم رہنے کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم پر مکمل اور مطلق عمل کیا جائے اور اس سے باہر کوئی راہنمائی تلاش نہ کی جائے اس کی مخالفت میں کوئی نیا نظام تعلیم مرتب نہ کیا جائے (بدعت)۔(19)قرآن کریم سے بہتر یا اس کے مثل نظامِ حیات کسی اور کو نہیں ملا ۔(20)یہی قرآن وہ رسی ہے جس کے تھامے رہنے کا حکم ملا ہے اور یہ رسی مضبوط ہی نہیں بلکہ خدا تک پہنچانے کی ذمہ دار ہے(غور طلب)(21)علومِ الٰہی کا خزانہ محض قرآن میں ہے۔(22)دلوں پر جلا ،اُن میں زندگی صرف قرآن سے پیدا ہوتی ہے اور اس کے خلاف کسی دوسرے ماخذ کا تصور باطل ہے۔

(ر) قرآن کریم حاکم ہے حجت خدا ہے۔

(خطبہ نمبر 181 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 182 علی نقی طہرانی)

(1) فَالْقُرْاٰنُ اٰمِرٌ زَاجِرٌ (2) وَّصَامِتٌ نَاطِقٌ (3) حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ ؛
(4) اَخَذَ عَلَيْهِ مِيْثَاقَهُمْ (5) وَارْتَهَنَ عَلَيْهِ اَنْفُسَهُمْ (6)اَتَمَّ نُوْرَهُ وَاَكْمَلَ بِهٖ دِيْنَهُ (7) وَقَبَضَ نَبِيَّهُ (8)صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ (9)وَقَدْ فَرَغَ اِلَى الْخَلْقِ مِنْ اَحْكَامِ الْهُدٰى بِهٖ (10) فَعَظِّمُوْا مِنْهُ سُبْحَانَهُ مَا عَظَّمَ مِنْ نَفْسِهٖ (11) فَاِنَّهُ لَمْ يُخْفِ عَنْكُمْ شَيْئًا مِّنْ دِيْنِهٖ (12) وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا رَضِيَهُ اَوْ كَرِهَهُ اِلَّا وَجَعَلَ لَهُ عَلَمًا بَادِيًا، وَاٰيَةً مُّحْكَمَةً تَزْجُرُعَنْهُ اَوْتَدْعُوْ اِلَيْهِ (13) فَرِضَاهُ فِيْمَا بَقِيَ وَاحِدًا (14) وَسَخَطُهُ فِيْمَا بَقِيَ وَاحِدًا۔

''چنانچہ قرآن ڈانٹنے اور تنبیہ کرنے والا حاکم ہے۔ اور خاموشی اختیار کرنے والا اور ناطق ہے۔ جن لوگوں سے خدا نے عہد و پیمان لے رکھا ہے ان پر خدا کی حجت ہے اور یہ اُن لوگوں کو خدا کے سامنے رہن رکھتا ہے۔ قرآن میں خدا نے اپنا نور مکمل کر دیا ہے۔ اور اس کے اندر اپنے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اپنے رسولؐ کو اس وقت تک نہیں اُٹھایا جب تک قرآن میں تمام احکامات نہ بھیج دیئے۔ لہٰذا خدا کی عظمت و بزرگی کو قائم کرو جس طرح اُس نے اپنی عظمت قرآن میں بیان کر دی ہے۔ خدا نے اپنے دین کے کسی حکم کو قرآن میں واضح کرنے سے نہیں چھوڑا اور جو کچھ اُسے پسند یا ناپسند تھا اور سب ایسے اعمال اور اُن سے متعلق احکام قرآن کریم میں تمہیں پہنچا دیئے اور کچھ بھی تم سے پوشیدہ نہیں رکھا تا کہ جو اعمال پسندیدۂ خدا ہیں اُن پر عمل کرو اور جن کو وہ ناپسند کرتا ہے اُن سے باز رہو۔ چنانچہ اُس کی رضا اور ناراضگی گزشتہ زمانوں اور آئندہ زمانوں میں ہمیشہ بلا اختلاف ایک ہی ہے۔ اُس کی واضح طور پر قرآن کی آیات نے تصریح

کردی ہے۔ اُس کا دین روزِ اوّل سے قیامت تک ایک ہی رہا ہے۔‘‘

نتیجہ: اس اعلانِ مرتضیٰؑ کے بعد یہ تصور باطل ہے کہ قرآن سے باہر بھی کوئی اور ذریعہ ہدایت باقی رہ گیا ہے۔ یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جس نے کوئی حکم دینا ہو وہ محض قرآن کریم سے حکم دے گا جسے قرآن میں کوئی حکم نہ ملتا ہو اُسے چاہئے کہ علم کا دعویٰ نہ کرے اور اپنے قلم کو توڑ کر پھینک دے تاکہ عذابِ خداوندی سے محفوظ رہے اور خلقِ خدا اُس کے ذاتی خیالات سے گمراہ نہ ہو۔ واضح رہے کہ یہی وہ شرط ہے جو گھر گھر کی گدی نشینی اور مسندِ اجتہاد کو لپیٹ کر رکھ دیتی ہے اور دُنیا کو آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے طرف لوٹا کر لاتی ہے۔ ورنہ اُن حضراؑت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور ہر گھر میں دعویدارانِ اجتہاد اپنی اپنی مشینوں میں شریعت بناتے ہیں اور اس طرح قرآن اور اہلؑ قرآن کو رخصت دے دیتے ہیں اور وہ دونوں بے پناہی کے عالم میں ایک دوسرے کے مونس و غمخوار رہ جاتے ہیں اور بس۔

(ش) قرآن کریم سے ہدایت اور اخذِ مسائل کا طریقہ کیا ہے؟

(خطبہ نمبر 191 مفتی جعفر حسین؛ نمبر 201 رئیس احمد جعفری؛ نمبر 184 علی نقی)

پورا خطبہ شروع سے مطالعہ فرمائیں اور اپنی صفات اپنے امام جناب علیؑ مرتضیٰ کی زبان سے سنتے ہوئے یہاں تک آئیں فرمایا۔

(1) اَمَّا اللَّیۡلُ فَصَافُّوۡنَ اَقۡدَامَھُمۡ تَالِیۡنَ لِاَ جۡزَآءِ الۡقُرۡاٰنِ (2) یُرَتِّلُوۡنَہٗ تَرۡتِیۡلًا (3) یُحَزِّنُوۡنَ بِہٖ اَنۡفُسَھُمۡ (4) وَیَسۡتَثِیۡرُوۡنَ بِہٖ دَوَآءَ دَآئِھِمۡ (5) فَاِذَا مَرُّوۡا بِاٰیَۃٍ فِیۡھَا تَشۡوِیۡقٌ رَّکَنُوۡا اِلَیۡھَا طَمَعًا، وَّتَطَلَّعَتۡ نُفُوۡسُھُمۡ اِلَیۡھَا شَوۡقًا (6) وَّظَنُّوۡا اَنَّھَا نَصۡبُ اَعۡیُنِھِمۡ (7) وَاِذَا مَرُّوۡا بِاٰیَۃٍ فِیۡھَا تَخۡوِیۡفٌ اَصۡغَوۡا اِلَیۡھَا مَسَامِعَ قُلُوۡبِھِمۡ (8) وَظَنُّوۡا اَنَّ زَفِیۡرَ جَھَنَّمَ وَشَھِیۡقَھَا فِیۡ اُصُوۡلِ اٰذَانِھِمۡ (9) فَھُمۡ حَانُوۡنَ

عَلٰی اَوْسَاطِهِمْ (10) مَفْتَرِشُوْنَ لِجِبَاهِهِمْ وَ اَكُفِّهِمْ وَرُكَبِهِمْ وَاَطْرَافِ اَقْدَامِهِمْ۔

''یہ لوگ رات کو بھی صف در صف قدم جما کر اجزاءِ قرآن کو پڑھتے ہیں اس میں تدبر کرتے ہیں غور و تامل کرتے ہیں۔اس قدر غور و فکر کہ اُن کے اجسام وارواح تھکن محسوس کر کے محزون ہوتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے اپنے لئے حلِّ مہمات تلاش کرتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے ہیں کہ جس میں اُمید کی جھلک نظر آتی ہے تو اس میں طمع کرتے ہیں اور ذوق وشوق سے اُس پر غائر نظر ڈالتے ہیں۔اور جس انجام کی اطلاع اُس آیت میں دیکھتے ہیں گویا کہ وہ بالکل اُن کے سامنے مشہود ہو جاتا ہے جس آیت میں دھمکی نظر آتی ہے اُس پر سر جھکاتے ہیں، گوشِ دل سے اُن کو دوزخ میں جہنمیوں کی پکاریں سنائی دیتی ہیں یہ کمر کو عبادتِ خداوندی کیلئے خم کر دیتے ہیں اور پھر اپنی پیشانیوں، ہتھیلیوں، زانوؤں اور پاؤں کو سجدہ میں بچھا دیتے ہیں۔''

خطبہ برابر جاری ہے۔پڑھتے جایئے اور دیکھئے کہ علیؑ کے پسندیدہ افراد اور قرآن کریم کے ہم نشین کیسے ہوتے ہیں پھر ایک نظر ڈالئے دعویداران نیابت پر۔

(ت) قرآن کریم کی ایسی عظمت کہ جس سے زیادہ کا تصور دائرہ امکان سے باہر ہے۔

(خطبہ نمبر 196 مفتی جعفر حسین ؛ نمبر 189 علی نقی طہرانی)

حضرت علی علیہ السلام کا یہ خطبہ حسبِ معمول نعتِ خداوندی، تعریف اسلام اور منزلت محمدؐ کو بیان کرتے کرتے یہاں پہنچا کہ قرآن کا ذکر شروع ہوا اور فرمایا:

(1) ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَا بَ نُوْرًا لَّا تُطْفَاءُ مَصَابِيْحُهُ؛

(2) وَسِرَاجًا لَّا يَخْبُوْ تَوَ قُّدُهُ (3) وَبَحْرًا لَّا يُدْرَكُ قَعْرُهُ؛

(4) وَمِنْهَاجًا لَّا يُضِلُّ نَهْجُهُ (5) وَشُعَاعًا لَّا يُظْلَمُ ضَوْ ؤُهُ؛

(6) وَفُرْقَانًا لَّا يُخْمَدُ بُرْهَانُهُ (7) وَتِبْيَانًا لَّا تُهْدَمُ اَرْكَانُهُ؛

(8) وَشِفَاءً لَّا تُخْشٰى اَسْقَامُهُ (9) وَعِزًّا لَّا تُهْزَمُ اَنْصَارُهُ

(10) وَحَقًّا لَّا تُخْذَلُ اَعْوَانُهُ؛

(11) فَهُوَ مَعْدِنُ الْاِيْمَانِ وَبُحْبُوْحَتُهُ وَيَنَا بِيْعُ الْعِلْمِ وَبُحُوْرُهُ ؛

(12) وَرِيَاضُ الْعَدْلِ وَغُدْرَانُهُ (13) وَ اَثَافِيُّ الْاِ سْلَامِ وَبُنْيَا نُهُ ؛

(14) وَاَوْدِيَةُ الْحَقِّ وَغِيْطَانُهُ (15) وَبَحْرٌ لَّا يَنْزِ فُهُ الْمُسْتَنْزِفُوْنَ؛

(16) وَعُيُوْنٌ لَّا يَنْضِبُهَاالْمَاتِحُوْنَ (17) وَمَنَاهِلُ لَا يَغِيْضُهَا الْوَارِدُوْنَ ؛

''پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب کو (قرآن کو) نازل کیا۔ قرآن وہ نور ہے کہ اس کے چراغ بجھتے نہیں۔ وہ ایسا سورج ہے جس کی روشنی کبھی کم نہیں ہوتی۔ ایسا سمندر ہے کہ اس کی گہرائی معلوم نہیں کی جاسکتی۔ ایسی شاہراہ ہے کہ اُس پر چلنے والا گمراہ نہیں ہوسکتا۔ وہ ایسی شعاع ہے کہ اُس کی روشنی کی ضو دھندلی نہیں ہوسکتی۔ وہ ایسا حق اور باطل کو واضح کرنے والا ہے کہ اُس کی دلیل کبھی رائیگاں نہیں جاتی وہ ایسی تعمیر ہے کہ اس کی بنیادیں کبھی منہدم نہیں ہوسکتیں۔ وہ ایسی سلامتی بخشتا ہے کہ جس میں کسی نقص کا اندیشہ نہیں ہوسکتا۔ وہ ایسی نصرت ہے کہ اپنے مددگاروں کو کبھی مغلوب نہیں ہونے دیتی۔ وہ ایسی حقیقت ہے کہ اس کے مددگار کبھی شکست نہیں کھاتے۔ چنانچہ قرآن کریم ایمان ویقین کا مرکز اور خزانہ ہے۔ علم کے چشموں اور سمندروں کا حامل ہے۔ عدالت وانصاف کے سیراب شدہ چمن قرآن میں ہیں۔ قرآن اسلام کی بنیاد کے مسالے سے بھرپور ہے۔ حقانیت کے میدانوں اور فضاؤں کا مالک ہے۔ ایسا سمندر جس کو پانی لے جانے والے کم نہیں کرسکتے۔ اُس کے چشموں کو خالی نہیں کیا جاسکتا۔ اُس کے پانی پینے کے گھاٹ پر پینے والے پانی کی سطح کو نیچا نہیں کرسکتے۔'' پھر مسلسل فرمایا کہ :

(18) وَمَنَازِلُ لَا يَضِلُّ نَهْجَهَا الْمُسَافِرُوْنَ ؛

(19) وَاَعْلَامٌ لَّا يَعْمٰى عَنْهَا السَّآ ئِرُوْنَ (20) وَاِكَامٌ لَّا يَجُوْزُ عَنْهَا الْقَاصِدُوْنَ؛

(21) جَعَلَهُ اللّٰهُ رِيًّا لِعَطَشِ الْعُلَمَآءِ (22) وَرَبِيْعًا لِّقُلُوْبِ الْفُقَهَآءِ ؛

(23) وَمَحَآ جَّ لِطُرُقِ الصُّلَحَآءِ (24) وَدَوَآءً لَّيْسَ بَعْدَهُ دَآءٌ ؛

(25) وَنُوْرًا لَّيْسَ مَعَهُ ظُلْمَةٌ (26) وَ حَبْلًا وَثِيْقًا عُرْوَتُهُ ؛

(27) وَمَعْقِلًا مَّنِيْعًا ذِرْوَتُهُ (28) وَعِزًّا لِّمَنْ تَوَلَّاهُ ؛

(29) وَسِلْمًا لِّمَنْ دَخَلَهُ (30) وَهُدًى لِّمَنِ ائْتَمَّ بِهِ ؛

(31) وَعُذْرًا لِّمَنِ انْتَحَلَهُ (32) وَبُرْهَانًا لِّمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ ؛

(33) وَشَاهِدًا لِّمَنْ خَاصَمَ بِهٖ (34) وَفَلْجًا لِّمَنْ حَآ جَّ بِهٖ؛

(35) وَحَامِلًا لِّمَنْ حَمَلَهُ (36) وَمَطِيَّةً لِّمَنْ اَعْمَلَهُ؛

(37) وَاٰيَةً لِّمَنْ تَوَسَّمَ (38) وَجُنَّةً لِّمَنِ اسْتَلْاَمَ؛

(39) وَعِلْمًا لِّمَنْ وَّعٰى (40) وَحَدِيْثًا لِّمَنْ رَّوٰى ؛

(41) وَحُكْمًا لِّمَنْ قَضٰى۔

”قرآن میں ایسی منزلیں ہیں کہ اُن کے مسافروں سے راہ گم نہیں ہوتی۔اور اُن راستوں پر ایسے سنگ میل ہیں کہ راہگیروں کو ہر حالت میں دکھائی دیتے رہتے ہیں۔اوراس میں ایسے بلند ٹیلے ہیں کہ فریب دہندہ کے لئے اُن سے گزرنا ناممکن ہے۔اور وہ علما کی پیاس کیلئے سیرابی ہے۔فقہا کے دلوں کے لئے طمانیت اور سکون ہے۔صالحین کیلئے مقصدِ راہ پیمائی ہے۔وہ ایسی دوا ہے کہ اس کے استعمال کے بعد تکلیف اور بیماری نہیں آتی۔وہ ایسا نور ہے کہ اُس کے ساتھ ظلمت نہیں ہے۔(ایسی روشنی جس کا سایہ نہیں ہے۔احسنؔ)۔وہ ایسی رسی ہے کہ اس میں

پکڑنے کا مقام نہایت مضبوط ہے۔وہ ایسی پناہ گاہ ہے کہ عظیم پہاڑوں کی چوٹیاں اُسے محفوظ کئے ہوئے ہیں۔اپنے دوستوں کیلئے فتح مندی ہے۔ جواُس میں داخل ہوجائے اُس کے لئے مقام امن وسلامتی ہے۔اپنے پیروؤں کیلئے ہدایت اور فلاح کی ضامن ہے۔جوخود کواُس سے منسوب ومتعلق کرلے اُس کی طرف سے عذرخواہ ہے۔جواُس کے ذریعہ سے بولے اس کیلئے دلائل فراہم کرتا ہے۔اُس کا شاہد ہے جواس کے ذریعہ سے بحث اور مجادلہ کرے۔جواُس کودلیل وحجت مانے اُس کے لئے کامیابی وکامرانی ہے۔جواُس پرعمل کرے اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔جواس سے کام لے اس کے لئے تیز ترین سواری ہے۔علامت جاننے والوں کیلئے آیت ہے۔حفاظت چاہنے والوں کیلئے سپراور پناہ ہے۔کان دھرنے والے کیلئے علم ودانائی ہے۔راوی کیلئے حدیث ہے۔قاضی یا فیصلہ چاہنے والے کے لئے حکم ہے۔''

علی نقی طہرانی صاحب کا نوٹ ہے کہ:

''ہر معاملہ میں قرآن حاکمِ حق ہے اس کے علاوہ حکم کہیں سے نہیں ملتا اور قرآن کے علاوہ کہیں اور سے حکم لینا غلط ہے۔''

آپ صرف اس قدر ملاحظہ فرمائیں کہ ایسی چیز کوئی بچی یا نہیں جس کی دین و دنیا میں ضرورت ہو اور وہ قرآن میں نہ ہو۔ یہ خصوصی حیثیت مدنظر رہے کہ یہ قرآن کریم علما، فقہا، قاضی، حاکم محکوم، رعیت وراعی اور ہر عام انسان کیلئے براہ راست ہدایت ہے۔اس سے گمراہی کا شائبہ تک ممکن نہیں ہے۔اس کے ساتھ وہ اسکیم سامنے رکھئے جس کے ماتحت قرآن اور اہلؑ بیت کودُنیا سے استعفیٰ دلا دیا گیا۔اوراس میں احادیث کے نام پر اہلؑ بیت کومحروم کردیا۔

(ث) قرآن کریم کا تمسک ہی علی مرتضیٰؑ اور اُن کی اہلؑ بیت کا مقام بتا سکتا ہے۔

(مکتوب نمبر 28 مفتی جعفر حسین؛ (خط) نمبر شمار 77 رئیس احمد جعفری و مولانا عبدالرزّاق ملیح آبادی؛ خط نمبر 28 علی نقی طہرانی)

معاویہ کو خط لکھا ہے کہ جس میں اپنے استحقاقِ خلافت پر تاریخِ عرب اور قبائلِ عرب سے حجت قائم کر کے بتاتے ہیں کہ: وَكِتَابُ اللّٰهِ يَجْمَعُ لَنَا مَاشَذَّ عَنَّا ؛

۔''خداوندِ عالم کی کتاب نے ہمارے لئے وہ سب کچھ جمع کر دیا تھا جو ہم سے نکالا گیا ہے۔''

پورا خط ملاحظہ ہو۔ یہ فقرہ بتاتا ہے کہ علی وآلِ علی صلوٰت اللہ علیہم کیلئے جس چیز کی تلاش کرنا ہو وہ قرآن میں ملے گی اس میں جمع ہے۔

(خ) آئمہ علیہم السلام کیلئے قرآن کی اطاعت فرض ہے اُنہیں بھی خدا کی اس حبلِ متین کا تمسک لازم ہے۔

(وصیت نامہ) نمبر 31 مفتی جعفر حسین؛ نمبر شمار 21 رئیس احمد جعفری و عبدالرزاق ملیح آبادی؛ نمبر 31 علی نقی طہرانی (وصیت)

یہ وصیت ہے امام حسن علیہ السلام کیلئے۔

(1) فَاِنِّیْ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ اَیْ بُنَیَّ (2) وَلُزُوْمُ اَمْرِهٖ ؛

(3) وَعِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهٖ (4) وَالْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِهٖ ؛

(5) وَاَیُّ سَبَبٍ اَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَیْنَكَ وَبَیْنَ اللّٰهِ اِنْ اَنْتَ اَخَذْتَ بِهٖ؟

''پس اے فرزند میں تجھے اللہ کی طرف سے عائد شدہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اس کے حکم کو اپنے اوپر لازم قرار دینے کی اور اُس کے ذکر سے اپنے قلب کو تعمیر کرتے رہنے کی۔ اور یہ کہ اللہ کی رسی کو پکڑے رہنا، اس رشتہ اور علاقہ سے زیادہ مضبوط اور کوئی

تعلق نہیں جو تیرے اور خدا کے درمیان موجود ہو بشرطیکہ تو اُسے مضبوط پکڑے۔''

اس کے بعد کافی دُور تک اس وصیت میں قرآنِ کریم کا تذکرہ معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اگر آپ نے ہمارے سابقہ تحریر کردہ خطبات ملاحظہ فرمالئے ہیں تو ہمیں اُمید ہے کہ آپ اس پوری وصیت کو پڑھتے جایئے اور دیکھتے جایئے کہ پوری وصیت میں محض قرآن کریم کا تذکرہ ہے۔

ہم آپ کی مدد کرتے چلے جائیں گے آپ مسلسل یہ وصیت پڑھیں فرماتے ہیں۔

(6) اَحْیِ قَلْبَکَ بِالْمَوْعِظَۃِ ؛

''اپنے دل کو خدا کے مَوعِظَۃ (نصیحت) سے زندگی دیتا رہ۔''

ہم اس کو یوں کہیں گے کہ: ''اپنے قلب کو قرآن کریم سے حیات بخشتا رہ۔'' یہ کیسے؟

ہماری دلیل ہے وَاتَّعِظُوْا بِمَوَاعِظِ اللّٰہِ؛ یہاں اللہ کا بیان اور مواعظ قرآن ہے نا؟

(خطبہ، نمبر (ص) جملہ نمبر 2) اور؛

وَاِنَّمَا ذٰلِکَ بِمَنْزِلَۃِ الْحِکْمَۃِ الَّتِیْ ھِیَ حَیَاۃٌ لِّلْقَلْبِ الْمَیِّتِ؛

قلوب کی حیات محض قرآن پر منحصر ہے نا؟ (خطبہ، نمبر (ل) جملہ نمبر 3) اور یہ کہ:

وَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ لَمْ یَعِظْ اَحَدًا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ؛

قرآن کو بہترین نصیحت فرمایا ہے۔ (خطبہ، نمبر (ق) جملہ نمبر 7) (ضرور ملاحظ فرمالیں)

وصیت آگے بڑھتی ہے حتّٰی کہ فرمایا:

(7) وَنَوِّرْہُ بِالْحِکْمَۃِ ''اور اپنے دل کو حکمت سے منور کر۔''

خطبہ، نمبر (ل) پر جملہ نمبر 3 میں قرآن کریم ہی کو حکمت قرار دیا ہے اور حکمت بھی وہی جو مُردہ دلوں کو حیات بخش دیتی ہے۔

ہم یہ سلسلہ اس لئے جاری نہ رکھیں گے کہ آپ کو بار بار پیچھے جا کر تصدیق کرنا پڑے گی

جس سے ممکن ہے کہ آپ کبیدہ خاطر ہوں (جو خلافِ اسلام طریقہ ہے)۔ یہاں ہم یہ دعا کریں کہ خدا آپ کو آنکھیں عطا کرے کہ کم سے کم میری طرح آپ کو کلام علیؑ کلام خدا نظر آئے اور زیادہ سے زیادہ یہ دُعا کہ خدا آپ کو علوم علی مرتضٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حصہ عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس وصیت میں بھی ہر جگہ امام حسن علیہ السلام کو قرآن پر عمل پیرا رہنے کی وصیت کی جارہی ہے۔ انبیاؑ اور آئمہؑ کا طریقہ یہی تھا کہ وہ محض قوانینِ خداوندی کی تعمیل کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ پوری وصیت، شروع سے آخر تک جو کچھ بتاتی ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ ''بیٹا قرآن پر سو فیصد عمل کرنا'' اور بس۔

ہم اپنے وعدہ کے مطابق آپ کو صرف وہ مقام دکھاتے چلے جانا چاہتے ہیں جہاں تحریری حیثیت سے کتاب اللہ، قرآن، وغیرہ الفاظ اور اُس کی عظمت کا ذکر ہے۔ انشاءاللہ آپ جلد پوری نہج البلاغہ اور قرآن کریم کو علی مرتضٰی علیہ السلام کے معیار پر عوام کے ہاتھوں اور دلوں میں پائیں گے۔ خدا ہمیں توفیق دے اور مدد کرے آمین۔

یہ وصیت پڑھتے پڑھتے آپ ایک ایسے مقام پر پہنچتے ہیں کہ جناب علی مرتضٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام (یاد ہوگا آپؑ زخمی ہیں) نے فرمایا:

(8) وَاَنْ اَبْتَدِئَکَ بِتَعْلِیْمِ کِتَابِ اللّٰهِ وَتَاوِیْلِهٖ (9) وَشَرَآئِعَ الْاِسْلَامِ وَاَحْکَامِهٖ ؛ (10) وَحَلَالِهٖ وَحَرَامِهٖ (11) وَلَا اُجَاوِزُ ذٰلِكَ بِكَ اِلٰی غَیْرِهٖ؛ (12) ثُمَّ اَشْفَقْتُ اَنْ یَّلْتَبِسَ عَلَیْكَ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْهِ مِنْ اَهْوَآءِهِمْ وَاٰرَآءِهِمْ مِثْلَ الَّذِی الْتَبَسَ عَلَیْهِمْ ؛ (13) فَکَانَ اِحْکَامُ ذٰلِكَ عَلٰی مَا کَرِهْتُ مِنْ تَنْبِیْهِكَ لَهٗ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اِسْلَامِكَ اِلٰی اَمْرٍ لَّا اٰمَنُ عَلَیْكَ بِهِ الْهَلَکَةَ (14) وَرَجَوْتُ اَنْ یُّوَفِّقَكَ اللّٰهُ فِیْهِ لِرُشْدِكَ وَاَنْ یَّهْدِیَكَ لِقَصْدِكَ (15) فَعَهِدْتُ اِلَیْكَ وَصِیَّتِیْ هٰذِهٖ.

''میں تمہیں کتاب اللہ کی تعلیم وتاویل سے ابتدا کرتا ہوں کہ اسی سے شریعت اسلام، حلال و حرام اور دیگر تمام احکام اخذ کرو گے اور اس کے علاوہ کسی دوسرے ماخذ کا جواز تیرے لئے منع کرتا ہوں اور اس کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس سے ڈرتا ہوں کہ جس طرح لوگوں نے اپنی خواہشات اور آراء کو داخل کر کے قرآن کے معاملہ میں مشکوک ہو گئے تم ایسا نہ کرنا میں نے یہ وصیت ضروری خیال کی کہ تمہیں دین و دنیا کی تباہی سے بچالوں خواہ تمہیں یہ میری وصیت شاق ہی کیوں نہ گزرے۔ مجھے یہ محبوب معلوم ہوا کہ تمہیں اس راستہ پر چلنے سے روک دوں جس پر سب چلے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ میری یہ وصیت تمہیں ہدایت کرے اور خدا تمہیں رستگاری عطا کر دے۔''

(16) وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ اَنَّ اَحَبَّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِهٖ اِلَيَّ مِنْ وَّصِيَّتِيْ تَقْوَى اللّٰهِ وَالْاِ قْتِصَادُ عَلٰى مَافَرَضَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ؛

(17) وَالْاَخْذُ بِمَا مَضٰى عَلَيْهِ الْاَ وَّلُوْ نَ مِنْ اٰبَآئِكَ وَالصَّالِحُوْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِكَ ؛

بیٹے تیری جس بات سے مجھے انتہائی مسرت ہو گی اور جو تجھے میری وصیت سے اخذ کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ خود کو اللہ کے روبرو ذمہ دار اور جوابدہ یقین کرے اور اللہ نے جو کچھ تجھ پر فرض کیا ہے اس میں ذرہ برابر کمی (قصر) نہ کرے اور زمانہ ماضی میں گزرے ہوئے اپنے آبا و اجدادؑ اور اہل بیتؑ اور صالحینؑ کے قدم بقدم چلتا رہے۔''

آپ نے غور فرمایا حضرت علیؑ ایک امامؑ سے کیا وصیت کرتے ہیں؟ محض قرآن، فقط قرآن اور کچھ نہیں۔ اور جو کچھ ہے وہ سب بھی قرآن میں ہے۔ حتّٰی کہ امامؑ کی اپنی رائے بھی کوئی رائے نہیں بلکہ وہ بھی قرآن کے ماتحت اور قرآن کی زبان میں ہونا چاہیے۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ تمام انبیا علیھم السلام اور امام حسنؑ کے آبا و اجداد تمام صالحینؑ تھے سلام اللہ علیھم۔

اور اُن سب کا طریقہ تھا کہ وہ محض کتابِ خداوندی کو اپنا حاکم بنائیں، اُس کی شریعت سے احکام نافذ کریں، اُسی کی احادیث بیان کریں، اسی پر عمل پیرا رہیں اور سرِ مو اپنی کسی غرض و خواہش کو راہنما نہ بنائیں۔ اہل بیتؑ کے اغیار کا طریقہ اس کے برعکس تھا جس کو ہم ملعون و مردود قرار دیتے ہیں اور اس سے برائت و تبرا کرتے ہیں۔

اس کے بعد ایک اور وصیت ملاحظہ فرمائیں جس میں مرکزِ ملت اور اُس کے علاوہ جناب امام حسینؑ اور تمام اولادِ علی مرتضٰی علیہم السلام مخاطب ہیں اور قیامت تک آنے والا ہر انسان اس وصیت کے دائرہ میں داخل کر دیا گیا ہے، فرماتے ہیں:

(ذ) دیکھو تم سے زیادہ قرآن پر کوئی دوسرا عمل میں سبقت نہ لے جانے پائے۔

(نمبر 47 وصیت مفتی جعفر حسین؛ نمبر 63 رئیس احمد جعفری و مولانا عبدالرزاق؛ تحریر نمبر 47 علی نقی طہرانی)

(1) اُوْصِیْکُمَا وَ جَمِیْعَ وَلَدِیْ وَاَهْلِیْ وَمَنْ بَلَغَهُ کِتَابِیْ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَ نَظْمِ اَمْرِکُمْ (2) وَصَلَاحِ ذَاتِ بَیْنِکُمْ (3) فَاِنِّیْ سَمِعْتُ جَدَّ کُمَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ. یَقُوْلُ : صَلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ اَفْضَلُ مِنْ عَآمَّةِ الصَّلَاةِ وَالصِّیَامِ؛

”میں تم دونوںؑ کو اور تمام اپنی اولاد کو اور اپنے اہل کو اور ہر اُس شخص کو جسے میری یہ تحریر پہنچے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کے سامنے خود کو ہمیشہ ذمہ دار و جواب دہ سمجھتے رہنا۔ اپنے مابین ایک دوسرے کی اصلاح اور صلاحیتوں کے اضافہ میں مصروف رہنا اور نظامِ قرآنی کو قائم کرنا۔ بتحقیق میں نے تمہارے جد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے فرمایا تھا کہ ”آپس میں ایک دوسرے کی صلاحیتوں کے اضافہ میں مشغول رہنا عام نماز و روزہ سے افضل ہے۔“

(مسلسل فرمایا کہ:)

(4) اَللّٰهَ اللّٰهَ فِي الْاَيْتَامِ (5) فَلَا تُغِبُّوا اَفْوَاهَهُمْ (6) وَ لَا يَضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ (7)وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ جِيْرَانِكُمْ (8)فَاِنَّهُمْ وَصِيَّةُ نَبِيِّكُمْ مَاذَالَ يُوْصِي بِهِمْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُمْ (9) وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي الْقُرْاٰنِ لَا يَسْبِقُكُمْ بِالْعَمَلِ بِهٖ غَيْرُكُمْ؛

"اللہ اللہ یتیموں کے بارے یاد رہے کہ خوف خدا لازم ہے۔اُن کو کھانے پینے کی تکلیف نہ ہونے پائے (کھانے پینے کا ذکر ہی نہیں یہاں تو کہا جارہا ہے کہ اُن کی زبان بندی کا بندوبست نہ کر دینا۔احسنؔ) تمہارے رُوبرو وہ منتشر و پریشان حال نہ ہونے پائیں۔اپنے ہمسایوں کے معاملہ میں بھی خدا سے ڈرتے رہنا کہ ان کے لئے تمہارے نبیؐ کی وصیت ہے وہ بار باراُن کے حقوق کی اس طرح تاکید فرماتے تھے کہ ہمیں یقین ہوگیا تھا کہ وہ وراثت میں بھی سب کے ساتھ شامل ہیں۔خدا سے ڈرتے رہنا خدا سے ڈرتے رہنا قرآن کے معاملے میں کوئی دوسرا شخص اس پر عمل کرنے میں تم پر سبقت نہ لے جانے پائے۔

(ض) <u>**حبلِ** قرآن سے تمسک اوراُسی سے نصیحت کیا جانا چاہیے۔</u>

(مکتوب 69 مفتی جعفرحسین؛نمبرشمار 44 رئیس احمد جعفری و مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی؛تحریرنمبر 69 علی نقی طہرانی)

<u>جناب حارث ہمدانیؒ کے نام</u>

(1) وَتَمَسَّكْ بِحَبْلِ الْقُرْاٰنِ وَاسْتَنْصِحْهُ (2) وَاَحِلَّ حَلَالَهُ وَحَرِّمْ حَرَامَهُ؛ (3) وَصَدِّقْ بِمَاسَلَفَ مِنَ الْحَقِّ۔

قرآن کریم کی رَسی سے تمسک کر،اوراُسی کو اپنا راہنما بنا،اور ہدایت حاصل کر۔اس کے جائز کو جائز قرار دے اس کے حرام کو حرام رکھ۔اور جو کچھ اُس سے پہلے کے حق میں سے ملے اُس کی تصدیق کرتا رہ۔(سابقہ کتابوں کی تصدیق)

(ظ) **قرآن میں موجودہ، مابعد و ماقبل کی تمام اطلاعات، اخبار اور احکامات موجود ہیں۔**

(حکم و مواعظ، نمبر 313 مفتی جعفر حسین؛ تحریر نمبر 305 علی نقی طہرانی)

(1) فِی الْقُرْاٰنِ نَبَأُمَا قَبْلِکُمْ (2) وَخَبَرُ مَابَعْدَ کُمْ (3) وَحُکْمُ مَا بَیْنَکُمْ۔

''تم سے پہلی تمام اطلاعات قرآن میں موجود ہیں۔اور ہر وہ خبر جو تمہارے بعد کی ہے اِس میں موجود ہے۔ پھر وہ تمام احکامات جن کی اس وقت ضرورت ہے اس میں موجود ہیں۔''

علی نقی صاحب نے بریکٹ میں یہ لکھ دیا کہ ''احوال قبر و برزخ و قیامت اور تمام احکامات جو واجب اور حرام ہیں یا مستحب و مکروہ یا مباح ہیں سب موجود ہیں''

پھر اجتہاد اور ذاتی مسائل کہاں سے جائز قرار پائیں گے۔ ہمیں فہرستیں دکھائی جاتی ہیں جو ان لوگوں کے نزدیک قرآن کریم میں نہیں ہیں۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن)

(غ) **باپ اور بیٹے پر ایک دوسرے کے فرائض۔**

(حکم و مواعظ، نمبر 399 مفتی جعفر حسین؛ تحریر نمبر 391 علی نقی)

(1) اِنّ لِلْوَ لَدِ عَلَی الْوَالِدِ حَقًّا (2) وَاِنّ لِلْوَ الِدِ عَلَی الْوَلَدِ حَقًّا؛

(3) فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ اَنْ یُّطِیْعَهُ فِیْ کُلِّ شَیْ ءٍ اِلَّا فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ سُبْحَانَهُ

(4) وَحَقُّ الْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ اَنْ یُّحَسِّنَ اسْمَهُ وَیُحَسِّنَ اَدَبَهُ وَیُعَلِّمَهُ الْقُرْاٰنَ ۔

فرزند کا اپنے باپ پر اور باپ کا اپنے بیٹے پر حق فرض ہے۔باپ کا حق بیٹے پر یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کی اطاعت ہر ایسے معاملہ میں کرتا رہے جو خدا کا گناہ نہ ہو۔اور بیٹے کا باپ پر یہ حق ہے کہ اُس کو بہترین نام دے۔بہترین تہذیب پر اُٹھائے اور اُسے قرآن کریم کی تعلیم دے۔

ان دو حقوق میں تمام بنی نوع انسان کو محصور کر دیا ہے۔دُنیا کا ہر شخص یا باپ ہے یا بیٹا ہے یا دونوں ہے۔اور اُن پر قرآن کی تعلیم لینا اور تعلیم دینا فرض قرار دیا۔یہی ذریعہ ہوگا جس سے

اطاعت ہوگی اور یہ معلوم ہوگا کہ کونسی چیز خدا کی معصیت ہے۔ یا کون سی اطاعت خالص خدا کی اطاعت ہے۔ اسی سے تہذیب وتمدن وادب کی راہ ملے گی۔ اسی سے نیک نامیاں فراہم ہوں گی۔

آپ نے غور فرمایا کہ عربی زبان کے حروفِ تہجی کل اٹھائیس ہیں لہٰذا نہج البلاغہ میں قرآن کا نام لے کر کل اٹھائیس جگہ اس کی صفات اور اُس سے تمسک کا ذکر ہوا ہے۔ جب ہم اس عنوان کو مکمل کریں گے اس وقت تمام نہج البلاغہ میں محض قرآن ہی قرآن ملے گا۔ فی الحال یہ اٹھائیس مقامات آپ کے لئے لکھ کر اُمید کرتا ہوں کہ خدا آپ کو قربتِ قرآنی عطا کرے گا اور حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے آپ قرآن کریم کی سفارشات قبول فرما کر دونوں جہانوں میں سرخرو، کامران اور شاداں وفرحان رہیں گے۔ آمین بتعدادِ حروفِ قرآن آمین۔

والسلام

ناصر القرآن والحدیث

احقر محمد احسن زیدی

27 دسمبر 1959 عیسوی بروز اتوار